۹۸۶

حسینی سیدی سندی ہامی

الحمد للہ کہ ان ایام فرخندہ و فرجام مین کتاب حالات اقتباس مشتمل بر حال پنجتن و وفات حضرت سید الکائنات علیہ السلام و الصلوٰۃ و نیز متضمن واقعات حسرت آیات حضرت شہدائے کربلا

مسمّیٰ ازرطب و یابس الموسوم بہ

مجلس منظوم

یہ نظم مطبوعہ سابق قواعد عروض سے ساقط الاعتبار اور ردیف قافیہ سے بیکار تھی معنًا اشعار مہمل تھے
سید المجتہدین مولانا محمد حامد علیخان صاحب بانی و مہتمم مطبع نے بجانب مطبع کل نظم کو درست کیا اور بعض شعر
کو بڑھا دیا

بمطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین بھگونت دیال الحبیب نے چھاپی و شایع کی

اعلان - اس مجلس منظوم کے کل حقوق نول کشور پریس مین بطور کاپی رائٹ محفوظ و محدود مین
ملے جز

اطلاع — اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ واسطے فروخت کے بے موجود ہے جسکی فہرست مفصل ہر ایک شائق کو چھاپے خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب سے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے متصل بیچ کے تین صفحہ جو سادہ رہ جاتے ہیں بعض کتب علم فقہ وغیرہ فارسی و اردو مذہب امامیہ کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو ❁

کتب فارسی و اردو مذہب امامیہ

حیات القلوب جلد اول یہ ایک کتاب نادر روزگار ہے کہ سوای کتب خانہ امرا اور علماء کے سب کسی کو [illegible] حالات و قصص [illegible] و روایت صحیح مذہب اثنا عشریہ تصنیف عالم [illegible] ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی الاصفہانی یہ جو تین جلد میں ہے منقسم ہے اسکے جلد میں احوال حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع قصص متفرقات و احوال حضرت یوشع و اصحاب کہف و اصحاب الخدود و حضرت جرجیس و احبار [illegible] و حنظلہ بن صفوان [illegible] [illegible]

جلد ثانی [illegible] مسمیٰ بہ [illegible] ہے اور مشتمل ہے احوال سعادت اشتمال جناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الا ظہور و الا رتقا و بعثت و جملہ معجزات و غزوات و سائر حالات و عجائبات و غیر اثبات تا فضائل بعض اصحاب کرام ذوی الاحترام ❁

جلد ثالث بیان امامت و اثبات امامت ائمہ اثنا عشر صلوٰۃ اللہ علیہم و براہین و نصوص قرآنی و احادیث [illegible] و عجائب یہ کتاب منیف انتساب بزبان فارسی تصنیفات عالم علوم جلی و خفی حجۃ الاسلام مجتہد العصر و الزمان جناب مفتی مولوی سید محمد عباس صاحب لکھنوی ہے جو اس کتاب کا ابواب میں روزہ دار و انکے مراتب اور ثواب الہی روزہ کی آداب مبسوط اور مفصل تحریر ہیں اور بیان روزہ خور و انکی شقاوت اور خباثت کو کیسی خوبی کی [illegible] بیان فرمایا ہے جسکے ضمن میں ماہ رمضان المبارک کی عظمت و جلالت اور روزہ دار و انکی قدر و منزلت صاف معلوم ہوتی ہے احادیث صحیحہ جو کہ مصنف نے ہر فقرہ کا حوالہ دیا اور سب کو دلائل عقلی و نقلی سے آپ نے معصوم اور صائم کی عظمت ظاہر فرمائی ہے

لله الحمد والمنة

کہ ان ایام فرخندہ فرجام مین کتاب لاجواب شعر حال پر ملال کائنات حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ و نیز مشتمل بر بیان واقعات حسرت آیات کربلا معلی شہادت سبطین اکرم رسول الثقلین الامامین الہمامین الشہیدین سیدنا و مولانا ابی محمد الحسن و ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما و علیہما التحیۃ والثنا مملو از روایات معتبرہ منقولہ از کتب و مجالس الموسوم

دہ مجلس منظوم

جسکی نظم مطبوعہ سابق قاعدہ منضبطہ عروض سے بالکل ساقط الاعتبار و ردیف و قافیہ سے بیکار تھی اس مرتبہ حسب ایمای مطبع بسعی و اہتمام فخر الاماثل مولوی محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی سلمہ الہادی محافظ علمہ تصحیح مطبع ہذا بہ عرق ریزی تمام اسکی کل نظم کو درست کیا اور ہر مجلس کا بند اور روایت کو بتزائد تخشی خوب چست کیا

مع تصحیح مولانا ممدوح بحفظ حق تالیف

بمطبع منشی نولکشور کانپور مین بحکم لالہ ... چھاپی اور شائع کی

فہرست مجالس دہ مجلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس اول دربیان وفات جناب سرورِ عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنو سنو دل سے وہ ماجرا
کہانی ہے غم کی سنو کان رکھ
غضب کی کہانی ہے یہ سوزناک
نہین تاب تحریر کی جو قلم
نہ طاقت زبان کو کرے جو بیان
شہادت ہے اوس شاہِ کونین کی
وہ ہین افتخارِ زمان و زمین
خیال اونکا دنیا سے تھا اوٹھگیا
روایت یہ راوی سے ثابت ہوئی
جدائی سے قرآن کی تھا اک غم
کہ کرتا ہون مین اس جہان سے سفر
میرا مرتضےٰ ہاے تنہا رہے
حسینؑ و حسنؑ لاڈ کس پر کرین

کتابون مین دیکھا ہے جو کچھ لکھا
تو تم کچھ دل کی ذرا دھیان رکھ
کہ جس سے جگر جل کے ہوتا ہے خاک
کرے یہ کہانی مفصل رقم
کہ ہے واقعی سخت اے دوستان
حبیب خدا جدِ سبطین کی
شہِ انس و جان سید المرسلین
مگر ورد دو چیز کا دل مین تھا
کہ جب آپکو حق کی وصلت ہوئی
خرابی امت کا دوم الم
رہی بیٹی زہرا مری بے پدر
مرے بعد دکھ درد کیسے سہے
مرے بعد وہ ہاے رو کر مرین

کنبا امت یار سب بیٹھین کس کے چھانھہ
مجھہ بن دکھیا ہووے گی دھری دھرنا بانھہ

یہ کہتا ہے راوی یہان بالیقین ذرا گوش دل سے سنو مومنین
کئی جا سے پہونچی ہے صحت کو بات کہ رہتا تھا حضرت کو پیش از وفات
کئی دن سے تھا کچھ مرض ظاہرا کہ ہر روز درجہ تزاید کا تھا
ہوا سرور دین کو معلوم جب کہ ہرگز نہو گی شفا مجکو اب
ہوئی پھر تو یہ بات دل مین پسند کہ فرماتے تھے آپ اُمت کو پند
کئی روز گذرے جو اس بات کو تو دل چاہا سب کی ملاقات کو
کیا حق مین امت کے یون اذن عام کہ حاضر ہون خدمت مین آکر تمام
مجھے آن کر دیکھ لین اب یہان کوئی دم کا مہمان ہون پھر کہان
یہ سنکر چلے اوس مکان سے بلال کیا سب سے ظاہر پیمبر کا حال
عزیزون نے جدم سُنی یہ خبر گیا ہوش سب کا چلے آہ کر
چلے وان سے روتے ہوے بیحواس شتابی سے آئے پیمبر کے پاس
کہا سب نے یا مصطفےٰ تم چلے رہین کس کے سائے مین ہم دلجلے

کیسی ٹھانی یا نبی ہم چھوڑے نرنہار
بعد تمھارے کون ہے امت کا غمخوار

محمد نے سُنکر دیا یہ جواب کہ پھر نا رضا سے نہین کچھ صواب
یہی ہے مجھے حق کا فرمان اب تمھارا خدا ہے نگہبان اب
ولے روبرو ہے تمھاری جو راہ نہو کم ذرا او سپہ رکھیو نگاہ

تمہارے لیے چھوڑتا ہون دو چیز	دل و جان سے تم اونکو رکھنا عزیز
مرے اہلبیت اور کتاب خدا	بغیر اونکے حاصل نہو مدعا
ازان بعد فرمایا گر بیش و کم	جو مین نے کیا ہو کسی پر ستم
قصاص اوسکا مجھسے وہ آ کر	نہ ہووے براے خدا درگذر
یہ سُنکر کہا سب نے واللہ لا	مگر ایک بندہ عکاشہ جو تھا
وہ بولا کہ شاہا تصدق سرے	لگایا تھا ایک تازیانہ مرے
مجھے اوسکے بدلے کی طاقت ہو کب	ولیکن ہوا امر فوق الادب
عوض اوسکا اب مجھکو لازم ہوا	جو حضرت کی بہتر ہے اسمین رضا
ولیکن عوض اوسکا جب خوب ہو	وہی تازیانہ جو مطلوب ہو

کہا نبیؐ نے کونسا اوسنے دیا نشان
بولے ہین زہرا کنے جا کر لا سلمان

چلا جلد سلمان روتا ہوا	دل و جان کو اپنے کھوتا ہوا
کیا عرض بنت نبیؐ کو سلام	سنایا پھر اونکے پدر کا پیام
یہ بی بی نے سُنکر تعجب کیا	کہ سلمان اسوقت کہتا ہے کیا
مرا باپ بیمار ہے ناتوان	سواری کی طاقت ہے اونکو کہان
اونھین تازیانے سے کیا کام ہے	مگر بالسیر تپ سے آرام ہے
کیا رو کے سلمان نے پھر التماس	کہ بی بی نہین اُنکو تپ ہی کا پاس
کرون عرض جو کچھ کہ ہے اطلاع	سناتے ہین امت کو وہ الوداع
عکاشہ نے بدلے کا دعوی کیا	یہ کوڑا جو سابق مین اوسکے لگا

کیا ہے اسیواسطے یہ طلب
سنی بنت احمدؐ نے جب یہ خبر
کیا چاک اپنے گریبان کو
کہ بابا مرا سخت بیمار ہے

کہ فارغ ہون اُسکی خصومت سے اب
کہ اوس دُکھ مین یہ دُکھ ہو ابتر
دیا حکم پھر رو کے سلمان کو
لگے تازیانہ تو دشوار ہے

لگیو میری اور سے اسکی کرہنہار
بابا میرا ناتوان کوڑے سے مت مار

دیا پھر وہ کوڑا جو سلمان کے ہاتھ
کہا آج نانا کی لو تم خبر
وہ جسوقت ڈیوڑھی سے سلمان پھرا
کیا تب نبیؐ نے یہ اُسکو خطاب
اُٹھا اس ارادے پہ وہ جس گھڑی
پیمبرؐ کے اصحابؓ ملکر تمام
کہ اے یار چاہے سو ہمپر تو کر
حسینؑ و حسنؑ کو بہت درد تھا
پیمبرؐ کے قدمو نپہ رکھتے تھے سر
کہ ہمکو ہین بدلے ترے یا رسولؐ
پیمبرؐ یہ بولے نہ انصاف ہے
غرض پھر اجازت عکاشہ کو دی

کیا اپنے بیٹون کو بھی اوسکے ساتھ
سہو مار کوڑون کی اپنے اوپر
دیا تازیانہ عکاشہ کو لا
کہ حاضر ہون لے تو قصاص اب شتاب
دو عالم مین اوسوقت ہلچل پڑی
عکاشہ سے کرتے تھے رو رو کلام
پیمبرؐ کی ایذا سے پردر گذر
کہ رخ زرد تھا اونکا دم سرد تھا
یہ کہتے تھے نانا ہمین حکم کر
عوض ایک کوڑے کے سو سو قبول
عوض میرا تمپر بھلا کیون پڑے
کہ اپنا عوض مجھسے لے اس گھڑی

کہا عکاشہ نے سنو حضرت میری بول

میری ننگی پیٹھ تھی تم بھی ڈالو کھول

پیمبر نے سُنکر عکاشہ کا بول ‏ ‏ دیا پیٹھ کو اپنی فی الفور کھول
عکاشہ ملنے اوسوقت جلدی سے آ ‏ ‏ نبوت کے خاتم پہ بوسہ دیا
گرا پانون پہ اور کہا یا نبیؐ ‏ ‏ مجھے آرزو ایک مدت سے تھی
کہ مہر نبوت کو دیکھون ذرا ‏ ‏ عوض تازیانہ کا حیلہ ہی تھا
میرا یہ گنہ بخشدو یا رسول ‏ ‏ کیا مین نے حیلہ سے مطلب حصول
پیمبر نے کی اُسکے حق مین دعا ‏ ‏ اور اُس خاص مخلص کو رخصت کیا
پھر اُس جا سے تشریف گھر پر وہ لائے ‏ ‏ ہوا ضعف غالب بدن پر سوائے
شتابی سے بستر پہ پھر گر پڑے ‏ ‏ ولیکن بہت آپ بیتاب تھے
اوسیوقت حکم خدا یون ہوا ‏ ‏ کہ اے عزرئیل اب شتابی تو جا
میرے دوست کی روح کو جلد لا ‏ ‏ اگر اونکی مرضی ہو چھوڑ آ
فرشتہ وہان سے شتابی چلا ‏ ‏ محمدؐ کی ڈیوڑھی پہ حاضر ہوا
گیا آ کے حجرے کے در پر مقام ‏ ‏ کیا اہلبیت اور نبی کو سلام

بولا جو اگیا کرو گھر مین آؤ مین آج
آیا ہون مین وو رسے نبی تمہاری کاج

کہا ہے کہ خیر النسا اوس گھڑی ‏ ‏ اٹھی باپ کے نزدیک بیٹھی ہوئی
کہا سُنکے اے شخص تو پھر کے آ ‏ ‏ نہین وقت اسدم ملاقات کا
کہا پھر فرشتہ نے آنے دو اب ‏ ‏ کہا پھر اوسی طور زہرا نے تب
سُنا تیسری بار جب اونکا بول ‏ ‏ نبی کو ہوا ہوش دین آنکھین کھول

کہا فاطمہ سے کہ ہے کچھ خبر — کہ یہ کون آیا ہے کس عزم پر
کہا یا نبی اک عجب ہی گھڑا — تمھاری حضوری ہے وہ چاہتا
کہا جان بابا نہین یہ عجب — نہ اوسکو ملاقات کی کچھ طلب
یہ وہ ہے زنون کو جو بیوہ کرے — جو لڑکون کے سر پر یتیمی دھرے
رکھے اپنا جدم کسی گھر قدم — اوسے ایکدم مین دکھادی عدم
جو دہشت سے کوئی کرے بند در — تو آئے یہ دیوار کو پھاند کر
نہو جس مکان مین ہوا کا گذر — وہان دخل کرتا ہے آسان تر
کسیکی اجازت نہین مانگتا — تمھارا یہ اوس نے ادب ہی کیا

یہ تو ملک الموت ہے لے گا میری جان
آنے دو کچھ مت کہو حق کا ہے فرمان

یہ سنکر گئے فاطمہ کے حواس — لگین رونے اس غم سے بابا کے پاس
پکارین کہ بابا چلے تم تو آج — ہمارا ہے ہوتا ہے تاراج راج
مدینہ کی بستی اوجڑ ہی ہوا ہے — یہ کیسی مصیبت پڑی ہائے ہائے
نبی نے کہا جان بابا نہ رو — خدا کی رضا پر نظر تم کرو
تجھے دیکھ روتے ہوئے قدسیان — سبھی عرش پر اب ہین زاری کنان
دھر اپنی چھاتی پہ لے اوسکا ہاتھ — لیے آنسو پھر پوچھ رومال ساتھ
حسین و حسن کو لیا پھر بولا — کہ مین دیکھ لون اونکی صورت ذرا
مین کرلون کوئی دم اونھین پیار اب — کہ اونسے بچھڑتا ہون ناچار اب
نواسون کو جدم یہ پہونچی خبر — کہ نانا کا احوال ہے اب دگر

بلاتے ہین تمکو شتابی چلو	یہ دیدار آخر ہے اب دیکھ لو
چلے دونون روتے گئے کھین بھول	وہان دوڑ سے آئے جہان تھے رسول
لگا انکے گلے ایک چھاتی لگا	محمد نے دونون کو بوسہ دیا

رو رو بولے نبی ہے ہے حسن حسین
ظالم تمکو ظلم سے مارین کربے چین

کہا جب نواسون نے رو رو پکار	کہ تم بن کرے ہمین کون پیار
ہمارا اوٹھاوے گا اب کون ناز	ہمین سب کی کرنے پڑیگی نیاز
کہو کسکی گودی مین کھیلین گے ہم	چڑھین کسکے کاندھے اوپر دم بدم
نواسون کے دلپر عجب درد تھا	اور اوس غم سے بیٹی کا دم سرد تھا
جو دیکھا پیمبر نے اونکا یہ حال	اوٹھا ہاتھ بولے کہ یا ذوالجلال
میرے ہجر مین صبر دیجو انھین	گرفتار غم کا نہ کیجو انھین
پھر اوس بعد جلدی کواڑ کھلا	لیا آنے والون کو گھر مین بلا
سلام اوسنے آکر نبی کو کیا	کہا یا نبی مجکو ہے حکم کیا
کرون وہ جو کچھ تم اشارہ کرو	تم اپنی طبیعت کے مختار ہو
کہا اوسکو حضرت نے ای عزرئیل	ذرا دیکھو تو ہین کہان جبرئیل
اوسیوقت فرمان نازل ہوا	کہ حضرت کی خدمت مین تو جلد جا
اوسیوقت جنت سے مندیل لا	وہان جبرئیل آکے وارد ہوا

کہا محمد نے اوسے دیکھا تیرا پیار
اِس تنہائی مین مجھے تونے چھوڑا یار

کہا یا محمد مجھے کام تھا	نہین اس سبب سے مین حاضر ہوا
کہا پھر نبی نے کہو یا اخی	کچھ ایسی خبر جس سے ہووے خوشی
اخی نے کہا کون سی ہے خبر	کہا درد امت کا ہے بیشتر
خدا اوسکو بخشے تو دل سرد ہو	کہا یا نبی فکر کچھ مت کرو
مجھے آج بھیجا ہے یہ امر رب	میرا دوست آتا ہی مجھ پاس اب
گلستان جنت کو پُر نور کر	جہنم کی آتش کے ہان دور کر
کیے تھے اسطور کے اور کام	کہ اونکا مجھے فرض تھا انتظام
مین اب آکے خدمت مین حاضر ہوا	جو کچھ حکم ہوا اوسکو لاؤن بجا
کہا کبریا نے کہا ہے سلام	ملاقات کا پھر دیا ہے پیام
یہ مسند چل لے کر جو آیا ہون مین	اسے جا کے جنت سے لایا ہون مین
سب ارواح نبیون کی صف باندھکر	کھڑی ہین تیری منتظر عرش پر
شتابی سے تم یا محمد اٹھو	اب اوس گھر کو چل کر منور کرو

قادر کا فرمان ہے تو مت ہوے ملول
امت بخشون حشر مین جیسے کہے رسول

محمد نے جدم سنی یہ خبر	نہایت ہوے شاد اسبات پر
کیا سجدہ شکر حق کی طرف	کہ مقصود کا گوہر آیا بہ کف
پھر اوسوقت روح الامین سے کہا	اخی اب میرا دل ٹھکانے لگا
اخی دل مین اسبات کا تھا قلق	کہ امت کو کیا دکھ دکھاویگا حق
اخی ساتھ جب کر چکے قال و قیل	کہا اب تم آگے بڑھو عزرئیل

جو کچھ تھا میرا کام مین کر چکا ۔ کوئی دم توقف کا موجب یہ تھا
ہوئی سب طرف سے فراغت مجھے ۔ وہی کر جو حق نے کہا ہے تجھے
ذرا کر نہ تو کام مین اپنے دیر ۔ ہوا مین اب اس زندگانی سے سیر
وہ سُنکر کے ہے ہے غضب مومنان ۔ ہوا مستعد قبض کرنے کو جان
پیمبر کی چھاتی پہ پنجہ دھرا ۔ اوٹھے کانپ اوسوقت ارض و سما
کیا زور اپنا فرشتے نے جب ۔ پیمبر کا تھا حال اوسدم عجب
اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنا اوپر کو دے ۔ پھر آنکھون سے آنسو ٹپکنے لگے

تڑپ تڑپ یک آن مین ہی سب زمان
امت کے غمخوار اب ہوئے مسافر جان

قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ؁

مجلس دوم در وفات حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا

سُنو دوستو دوسری داستان ۔ مورخ نے ایسا کیا ہے بیان
نبی نے کیا کوچ دنیا سے جب ۔ نہ زہرا کا آنسو تھما روز و شب
سدا باپ کے غم مین رہتی ملول ۔ شب و روز رویا ہی کرتی بتول
جو دیتا تھا اونکو دلاسا کہین ۔ یہ کہتی تھین اُس سے وہ اندوہگین
کہون کیا مین اپنی مصیبت کی بات ۔ پڑے ہے دن پہ گر وہ تو ہو جائے رات
نہ تھا اِک گھڑی اونکے دل کو قرار ۔ بجز واے ویلا نہ تھا اور کار
گیا سب محلے کے لوگون کا چین ۔ کلیجا نکلتا تھا سُنکر یہ بین
گئے ایک دن سب کے حیدر کے پاس ۔ کیا اونکی خدمت مین یون التماس

کہا یا شاہ ہمکو کہو کیا کرین
یہ دکھ رات دن کسطرح ہم سہین
کہ بی بی جو روتی ہین آٹھون پہر
نہ جینا ہمین بھاتا ہے اب نہ گھر
یہ سُنکر گئے گھر مین شیرِ خدا
سُنایا یہ مذکور بی بی کو جا
کہا اونسے یہ کہ برائے رسولؐ
تم آہستہ رویا کرو یا بتولؑ

سُنکر نوحہ کی صدا کانپ گیا سنسار
چھاتی پھاٹی عرش کی ٹوٹ پڑا اک بار

یہ احوال سُن فاطمہؑ چپ رہی
پھر اوس وقت سے دم نہ مارا کبھی
چھپا غم رکھا کچھ نہ مُنہ سے کہا
یہ آتش تہِ دل ہوئی دیرپا
کٹے چھ مہینے اسی طور پر
ہوا جل کے خاکستر اونکا جگر
غرض ایک دن تھا کہ شیر خدا
جو باہر سے آئے تو دیکھین مین کیا
منگایا ہے آٹا کیا ہے خمیر
بھگوئی ہے ماٹی منگایا ہے نیر
کیا اور پوشاک دھونے کا ساز
تعجب سے پوچھا یہ حیدرؑ نے راز
کہ یا بنت احمدؐ کوئی دن نہ تھا
جو دنیا کا یہ کام تم نے کیا
سبب اسکا کیا ہے جو خاتون آج
بناتی ہو دنیا کے تم جو یہ کاج
کہا یا علیؑ تمکو ہے کچھ خبر
میری زندگی اب ہوئی ہے بسر
سنو خواب مین رات دیکھا ہے کیا
کھڑا اک بلندی پہ بابا میرا
وہ کرتا ہے چارون طرف کو نگاہ
گویا دیکھتا ہے کسی کی وہ راہ
مین کہتی ہون بابا گئے تھے کہان
کہو منتظر کس کے اب ہو یہان

رو رو کے کہتے تھے یہی آ بابا کی جان

تجھ بن کل پڑتی نہین بن دیکھے ہر آن

کہا مین نے بابا سے جب آہ مار ۔ کہ مجکو بھی تم بن نہین اب قرار
جدائی تمہاری سے بیتاب ہون ۔ اوسی روز سے بے خور و خواب ہون
لگے کہنے ہرگز تو غمگین نہو ۔ تجھے ساتھ لے کر چلونگا نہ رو
نہین دیر باقی ہے کچھ جوش مین ۔ کہ بیٹھوگی بابا کے آغوش مین
یہی گفتگو میری بابا سے تھی ۔ جو ایکبارگی آنکھ میری کھلی
جو دیکھا تو بابا کہان مین کہان ۔ اوسی دم سے میری تڑپتی ہے جان
یقین جانیو اے میرے سر کی تاج ۔ کہ رخصت کا دن ہے میرا تم سے آج
اسیواسطے ہے منگایا طعام ۔ کہ ہو تمکو اوس وقت ماتم سے کام
حسینؑ اور حسنؑ بھی نہ بھوکے مرین ۔ جو ہو ماحضر وہ تناول کرین
لباس اسلیے اونکا دھوتی ہون مین ۔ کہ جب مین نہون کون دھووے انھین
ددا ایک مائی سے دھوتی ہون بال ۔ کہ پھر کون اونکا کرے گا خیال
یہ احوال جب مرتضیٰؑ نے سُنا ۔ ہوئے بیقرار اور سر کو دھنا

کہا نبیؐ کے درد سے پایا تھا فراغ
قسمت نے اس داغ پر دکھایا داغ

کہا فاطمہؑ نے کہ یا اولیا ۔ وہی ہے مقدر جو چاہے خدا
ذرا ہاتھ سے دل کو مت دیجو ۔ جو آگے کیا صبر اب کیجیو
بہت زار گریان تھے اوسدم علیؑ ۔ اور اوس سمت روتی تھی خاتون بھی
یہ کہتی تھی بیٹھے رہو یا امیر ۔ نہ جانا کہین ہے یہ وقت اخیر

ذرا دیکھ لون مین تمہارا جمال — کہ ٹھہرا قیامت کو دن پر وصال
مین اس وقت کہتی ہون دم یا علی — جدائی پکارے ہے سر پر کھڑی
ازان بعد منھ دیکھ سبطین کا — نہایت تاسف سے نعرہ بھرا
کہ ہے ہے مصیبت مرے دلبرو — تمہارا مرے بعد کیا حال ہو
یہ جب دم سنے والدہ کے سخن — ہوئے زار و گریان حسین و حسن
لگے پیٹنے سر کو دونون امام — کہ امان یہ کیا کرتی ہو تم کلام
جو بیٹون کا احوال دیکھا برا — لیا اونکو امان نے چھاتی لگا
دھرا پیار سے سر پہ دونون کے ہاتھ — لیا چوم منھ اونکا شفقت کیساتھ

بولی مان واری گئی میری لگین دعاے
بقیہ گورستان مین دونون رکھیو جاے

گئے دونون معصوم گھر اپنے جب — کہا فاطمہ نے یہ حیدر سے تب
کہ بیٹھو مرے پاس تم آن کر — ہوا وقت رخصت کا نزدیک تر
اوٹھے سنکے یہ بات شاہ نجف — گئے بیٹھ بی بی کے سر کی طرف
طلب کرکے اسما کو پھر روبرو — کہا اوسکو خیر النسا نے کہ تو
جو لڑکے پھر آوین تو کیجیو یہ کام — کھلا دیجیو اونکو جلدی طعام
مرے پاس آنے نہ دیجو اونھین — اور اندوہگین بھی نہ کیجو اونھین
غرض لڑکے آئے تو اسما اوٹھین — الگ ایک مکان مین اونھین لیگئین
دھری اونکے آگے شتابی سے نان — کہا کیجیے اب اسے نوش جان
ہوئے شاہزادہ نہایت غمین — کہا یون نہین ہمنے کھایا کہین

ہمیشہ سے کہاتے تھے اماں کے ساتھ — بغیر اونکے ہرگز نہ ڈالینگے ہاتھ
پھر اسمانے جتنا کیا التماس — نمانا گئے اوٹھ کے اماں کے پاس
لگے رونے اماں بھی رونے لگی — کہا فاطمہ نے کہو یا علی

جد کے روضے مین ذرا جا بیٹھیں ایک آن
میری یہ گت دیکھ کر رو دینگے جان

لگے کہنے بیٹون سے جب مرتضیٰ — کہ نانا کے روضہ پہ جاؤ ذرا
ہے ماں کو تمھاری بہت کچھ الم — جو سو وین تو آرام ہو ایکدم
گئے سُنکے حسنینؑ باہر کو جب — کہا فاطمہ نے یہ حیدر سے تب
میرے سر کو زانو پہ رکھیو علی — کوئی دم مین آخر ہے اب زندگی
یہ ہے آخری وصل اے مہربان — پھر اک آن مین تم کہان ہم کہان
علیؑ نے یہ اُنکا سخن گوش کر — لیا اپنے زانو پہ سر اونکا دھر
اُنھین غش تھا اِنکا عجب حال تھا — کہ جاتا تھا آنکھون سے دریا بہا
گرے اشک خاتون کے چہرہ پہ جب — کہا کھول کر آنکھ بی بی نے تب
کہ اسوقت رونا مناسب نہین — وصیت کا موقع ہے یا شاہ دین
کہا کیا وصیت ہے بولین بتولؑ — مین کرتی ہون ظاہر کرو تم قبول
جو تقصیر مجھ سے ہوئی ہو کبھی — اوسے بخش دو اے خدا کے ولی
میرے لڑکے بالون کا غم کھائیو — ہمیشہ میری گور پر آئیو

رکھیو مجکو گور مین جب اندھیارا ہوئے
جنتی پردے مین رہے منھ نا دیکھے کوئے

یہ سُنکر علیؑ نے کہا یا بتولؑ | جو تم نے کہا ہمکو ہے سب قبول
کہو تو مین اب اپنے دل کی کہون | جو مرضی تمہاری ہو یا چپ رہون
کہا فاطمہؑ نے کہ جلدی کرو | یہی وقت کہنے کا ہے کہہ چلو
توقف مین ایکدم کی پھر کچھ نہین | کہ ہے آخری دم یہ کرلو یقین
لگے رونے کہنے یہ پھر مرتضیٰ | کہ اے بنت احمدؐ براے خدا
جو مجھ سے کبھی کچھ ہوئی ہو خطا | اوسے بخشیو کیجیو یہ دعا
پیمبرؐ کی خدمت مین اے غمگسار | نکریو شکایت میری زینہار
جناب نبیؐ سے اے بنت نبیؐ | بصد عجز کہیو میری بندگی
یہ کہیو کہ بابا اوسے لو بلا | بہت ہجر کے غم مین ہے مبتلا
کہ تم بن اوسے چین آتا نہین | خورد و خواب دن رات بھاتا نہین
یہ بی بی نے سنکر کہا یا علےؑ | بہر حال مین تم سے راضی چلی
خدا اور محمدؐ بھی خوشنود ہین | یہی بس علامات بہبود ہین

حضرت شاہ اور فاطمہؑ کرتے تھے یہ بین
اتنے مین روتے ہوئے آئے حسنؑ حسینؑ

کھڑے ہو کے حجرے کے در پر کہا | کہ بابا جی کھولو کواڑے ذرا
اب اسوقت آنے دو اندر ہمین | جو اماں کا دیدار ہم دیکھ لین
کہاں پھر میسر ہو اونکا جمال | کہ دنیا سے کرتی ہین اب انتقال
یہ سُنکر علیؑ نے تعجب کیا | کہا تمکو معلوم کیونکر ہوا
حسینؑ و حسنؑ تب یہ کہنے لگے | کہ ہم جد کے روضہ پہ جسدم گئے

ہمیں دیکھ بولے خلیلِ خدا ۔ کہ آئے یتیمان خیر النسا
کہا ہمکو نانا نے کرکے نظر ۔ کہ آئے میری فاطمہؑ کے جگر
پھر اوس بعد بولا کہ جلدی پھرو ۔ جمال اپنی اماں کا تم دیکھ لو
مجھے اونکے آنے کا ہے انتظار ۔ نہیں دیر باقی کرو اعتبار
دیا کھول حیدرؑ نے پھر در کو جب ۔ گئے دونوں معصوم اندر کو تب
بچاروں نے دیکھا جو ماں کا یہ حال ۔ دلوں پر ہوئی اونکے رقت کمال

روکر اور سر پیٹ کر اور غشمت کی کھوٹ
بیدم ہوکر گر پڑے گئے خاک میں لوٹ

کبھی اوٹھکے پڑتے تھے بابا کے پاؤں ۔ کبھی روتے تھے لیکے اماں کا ناؤں
کبھی آسمان کی طرف منھ اوٹھا ۔ یہ کہتے تھے کیسی بنی یا خدا
نہ تھا درد دوری نانا کا غم ۔ ہوا جیسا مرنے کے اماں کا غم
کہوں کیا بچاروں کا کیا حال تھا ۔ بہت بیقراری برا حال تھا
ہوا گھر میں غسل و ادریغا کا جب ۔ دیا کھول آنکھوں کو زہرا نے تب
نظر کرکے بیٹوں کا احوال تنگ ۔ علی کا تھا اوس درد سے زرد رنگ
کہا اب نہ بہلاؤ یا شاہ دین ۔ اب انکو یہاں سے لیجاؤ باہر کہیں
دم واپسین ہے میرا کیا کروں ۔ کسی طرح بہلاؤ تو میں مروں
بہت پیار الفت سے رکھیو انھیں ۔ ذرا بھی نہ دکھ درد دیجو انہیں
میرے بعد دونوں رہیں یادگار ۔ جگر خستہ نانا کے ہیں دلفگار
نہیں انکے سر پر کوئی تم سوا ۔ ترحم رہے انپر صبح و مسا

یہ کہکر رخصت ہوئی دکھیاری بے چین
روتے باہر کو گئے حیدر اور حسنین

پھر اس بعد اسما کو بھی یون کہا — کہ تو بھی میرے پاس سے دور جا
ذرا ایک دم مین اکیلی ہون — تو کچھ راز اپنا خدا سے کہون
غرض وان سے اسما اوٹھی اس گھڑی — ہوئی لگ کے حجرے کے در پر کھڑی
سُنا اوسنے خاتون کی بات کو — کہ کرتی ہین حق سے مناجات کو
محمد سے دلدار کے واسطے — علیؑ سے دل افگار کے واسطے
میری معذرت بیکران کے طفیل — حسینؑ و حسنؑ بیکسان کے طفیل
الٰہی میری عرض مقبول ہو — کہ بابا کی امت گنہگار جو
اونہین حشر کے دن نہ کرنا عذاب — سبھون کے تئین بخشنا بے حساب
یہ کہکر جو بی بی نے کلمہ پڑھا — سُنی پھر یہ اسمانے اونکی صدا
گھڑی ایک اسما رہی منتظر — پکاری وہ حجرے کے باہر کر پھر
کہا بنت احمدؐ نہ بولین بتول — کہا پھر کہا لخت جان رسول
یہ پھر کر کہا کچھ نہ پایا جواب — گئی پھر وہ اندر بعد اضطراب

پھر اسمانے دیکھا یون مقنعہ کھول ندان
تن ہے بستر پہ پڑا گئی خلد کو جان

قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ط

مجلس سوم در بیان وفات حضرت شاہ مردان مرتضی علی کرم اللہ وجہہ

مجھ روایت سنو تیسری — سنئے سر سے غم کی بھر آئی گھڑی

علیؑ کی شہادت کا ذکر ہے ‌‌ — کسے شرح کرنے کا مقدور ہے
وہ ظلم جگ مین ہوا برملا — کہ ہرگز نہ ایسا سلف مین ہوا
اگرچہ نہین ممکن اوس کا بیان — ولے اختیاری نہین ہے فغان
یہ لکھتا ہے راوی کہ جب مرتضیٰ — پھرے فتح کر نہروان کی غزا
رفیقون سے اوسوقت کہنے لگے — کوئی یہ خبر جلد کوفہ مین دے
کہا ابن ملجم نے قربان ہون — اگر حکم ہووے تو مین جا کہون
کہا شہ نے ہان وقت ہی جلد جا — کہ جا وصل کر سے دل کا ہو مدعا
روایت ہر اوسکی کہ سب شخص تھے — جو آئے یمن کی طرف سے چلے
علیؑ ساتھ بیعت کری سب لگا — اونھون مین یہ اک ابن ملجم بھی تھا
ہر اک نے دیا تحفہ اُس شاہ کو — امیر عرب شیر اللہ کو
اور اس ابن ملجم نے جو نذر دی — بقول مورخ وہ شمشیر تھی
روایت مین ایسا ہی تحریر ہے — یہی صاف راوی کی تقریر ہے

شرمندہ ہو چپ رہا تو سکم ہے ایمان
خلقت مین اور سب بات کا یقین وہ پر اندران

یہ وہ تیغ ہے اے شہنشاہ دین — کہ آسکے برابر عرب مین نہین
کیا سب کے تحفہ کو تم نے قبول — یہ کیون رد کیا یا وصی رسول
میرے دل مین کھٹکا ہے اسبات کا — مجھے یا علیؑ ولی دو بتا
کہا تب علیؑ نے کہ کر شک نہین — یہ ایسی ہی شمشیر ہے بہترین
تو وہ کام اس سے کرے گا کبھی — کہ دونون جہان مین پڑے کھلبلی

میرے سر پہ سجدے کے اندر چلے
یہ احوال سنتے ہی وہ پُر دغا
لگا کہنے رو رو کے یا بو تراب
یہ حاضر ہے سر اسکو لو تم اوتار
کہا تب علیؑ نے کہ ہے کب روا
وہاں تک رہا ساتھ شام و سحر

جو حکم خدا ہو وہ کیونکر ملے
کھڑے ہو کے اوسی دم زمیں پر گرا
قصاص آپ لیں اسکا مجھ سے شتاب
کہ وہ جرم مجھ سے ہو زینہار
شریعت میں بدلا نہیں ہے خطا
کہ آئے علیؑ پھر وہاں فتح کر

وہی بات آئی عیاں کہتے تھے جو بات
خبر فتح کی لے چلا کوفے کو بدذات

گیا جب کہ کوفے میں لیکر خبر
گذر ایک کوچے میں اوسکا ہوا
زن و مرد بیٹھے تھے پیکر شراب
پکارا کھڑے ہو کے چپکے رہو
گئی اوسکی آواز مجلس میں جب
کھڑی ہو کے اُسکے مقابل کہا
وہ ملعون ہوتے ہی اُسکے دوچار
کیا اوسنے تزویج کا جب سوال
کہ اس بات پر دل سے راضی ہوں میں
تو دے پہلے دینار اک صد ہزار
علیؑ کو تو کر قتل بے قیل و قال

سُنا یا اُسی بات کو گھر بہ گھر
سنی راگ کی اُس مکاں میں صدا
تھے بجتے دف و چنگ و مین و رباب
یہ بد بخت مناسب نہیں بس کرو
چلی اُٹھ کے خلوت سے قطامہ تب
کہ تو کون ہے نام اپنا بتا
ہوا عشق کے زخم سے بیقرار
کہا اوسنے معلوم کر اس کا حال
یہ مشروط اسمیں کئی شرطیں ہیں
غلام اور کنیزک بھی ہوں گلعذار
میرا تب میسر ہو تجکو وصال

اوس محبہ کی بات مین سن بولا وہ ملعون
سب کچھ مجھے قبول ہے مگر علی کا خون

یہ سنکر لگی کہنے قطامہ تب — جو کچھ ہمین مطلب ہے کہتی ہون اب
کہ ہر شرط سے تجھکو دوری رہے — مگر قتلِ حیدرؑ ضروری رہے
غرض چار ناچار وہ بدگہر — ہوا پھر رضا مند اسباب پر
جو اسباب کی ہو چکی پختگی — ہوے ساتھ اُسکے منافق کئی
چلے کرکے بایک دگر اتفاق — علیؑ پاس آئے سب اہل نفاق
شب و روز رہتے تھے اس گھات مین — یہی فکر رہتی تھی دن رات مین
روایت ہے اتنے مین شاہ عربؐ — ہوے متصل شہر کوفے سے جب
ہوئے جمع بستی کے چھوٹے بڑے — شہ دین کے لینے کو آگے بڑھے
لے آئے بصد عزت و احترام — کیا آکے مسجد کے در پر مقام
پیادہ ہو اندر سدھارے امیرؑ — ہوے ساتھ اُنکے صغیر و کبیر
کیا سب نے مل کر دوگانہ ادا — اذان بعد منبر پہ خطبہ پڑھا
خدا کی ثنا نعت احمدؐ کی کی — بیان سب سے فرمائی نیکی بدی

دیکھ حسنؑ شاہ عرب بولے اے دلسوز
رمضان سے کئے دن گئے کہا سولھا روز

کہا پھر حسینا پیارے میرے — بتا اس مہینے کے کئے دن رہے
کہا روز تیرہ رہے اے پدر — سنا او محاسن کو ہاتھون مین کر
کہا اس مہینے کے اندر شتاب — میرے خون سے اُسپہ ہوگا خضاب

لگے رونے اوسوقت سب خاص و عام | کہا یا علیؑ ہے یہ کیسا کلام
کہا پھر علی نے کہ اے اہل دین | مجھے جان کا خوف مطلق نہین
رضا پر مین بیٹھا ہون بے اشتباہ | شب و روز تکتا ہون مونہکی راہ
مین روتا ہون لڑکون کے احوال پر | او بلتا ہے دل بس انھین دیکھکر
کہ اول تو ہون گے بچارے یتیم | پھر اوس پر ستاوینگے اونکو لئیم
مجھو یہی ہے وصیت میری | کرین قتل لڑکون کو جب مدعی
تم اونکی رفاقت کو مت چھوڑیو | بہر حال اونسے نہ منہہ موڑیو
کسیوقت ہونا نہ ان سے جدا | کہ اسکا عوض تمکو دے گا خدا

تم سب نے یہ سن لیا مین نے کہا سمجھا کے
جو اسدم حاضر نہین دیجیو انھین سنائے

علیؑ جب وصیت سے فارغ ہوے | جو کچھ بات کہنی تھی سب کہہ چکے
قوانین اسلام اور دین کے | بیان سب سے فرمائے تلقین تھے
ازان بعد پھر سب کو رخصت کیا | ہوے اپنے گھر آپ رونق فزا
کئی روز سے یہی معمول تھا | کہ جب وقت ہوتا تھا افطار کا
جو اک روز کھاتے حسنؑ گھر طعام | تو اک دن کھلاتے تھے چھوٹے امام
ولیکن نہ کھاتے کبھی سیر ہو | نوالے فقط کھاتے تھے ایک دو
جو فرزند کہتے یہ ہے کیا سبب | کہ کھانے کو کم آپ کھاتے ہین اب
تو فرماتے تھے وہ شہنشاہ دین | کہ یہ بات حکمت سے خالی نہین
میری موت کا وقت نزدیک ہے | اگر جسم ہلکا رہے ٹھیک ہے

کروں قصہ کوتہ وہ دن جب ہوا — کہ جس دن پہ یہ ظلم موقوف تھا
کمربستہ پھرتے تھے آنگن میں آ — یہ کہتے تھے ہر وقت یا مصطفیٰ

کہا تمہارا سانح ہے میں بھی ہوں تیار
اب دیکھوں گا آکر جلدی سے دیدار

یہ سنکر حسن نے کہا اے پدر — جلاتے ہو کیوں بیکسوں کا جگر
ہمیں چھوڑا ماں و نانا نے گئے — یہ کیسا غضب ہے کہ تم بھی چلے
فراق انکا ایسا تھا ہمکو کٹھن — کہ رویا ہی کرتے تھے ہم رات دن
تمہاری ہمیں تقویت تھی کمال — کہ اوس دکھ میں جیتے رہے بحال
وہی داغ پر داغ کچھ کم نہ تھا — تم اور داغ دیتے ہو تیسرا نیا
جو کرتے ہو تم آخرت کا سفر — ہمیں کس پہ چھوڑا کہو اے پدر
گلے سے لگا کر انھیں یہ کہا — کہ ہے اب نگہبان تمہارا خدا
اسی طور کرتے تھے بیٹوں سے بات — نظر کی تو دیکھا کہ آخر ہے رات
ہوا یہ جو معلوم جلدی اٹھے — وہ مسجد جو مقتل تھا اسکو چلے
لکھا ہے کہ تھیں چند مرغابیاں — لگیں لگ کے دامن سے کرنے فغاں
کیا منع لڑکوں نے اونکو وہاں — کہ یہ بدشگونی تو بہتر نہیں

سرور ہوئے مت کرو انکو کچھ جدا
ہوتی ہے مجھ سے جدائی کرتی ہیں فریاد

غرض آکے مسجد میں پہونچے علیؑ — مبارک زبان سے اذان جب کہی
اذان سنکے قحبہ اٹھی جلد تر — وہ قاتل جو تھا شام سے اسکے گھر

جگایا کہ اے یار سوتا ہے کیا — یہی وقت ہے دیکھ ہوتا ہے کیا
امام آکے مسجد مین داخل ہوا — ولی مدعا تیرا حاصل ہوا
اندھیرا ہے یہ وقت ہے گھات کا — یہی خوب موقع ہے اُسبات کا
وہ مردود گھبرا کے جلدی اُٹھا — رفیقون کو ہمراہ لے کر چلا
ستمگر جو مسجد مین داخل ہوئے — پئے قتل شہ جا بجا چھپ رہے
علیؑ جب سجدہ ادا کر چکے — تو پھر وقتی پڑھنے کو عازم ہوئے
اُٹھا کر کہا اونکو ٹھوکر بھی دی — اٹھو اب یہ ساعت نہین نیند کی
بجا نو یہان آکے سونا صواب — یہ مسجد ہے یارو نہین جائے خواب
لیا شاہ نے اپنا قاتل جگائے — دیا جان کو جان کر ہائے ہائے
پھر اُسوقت سُنّت جو پڑھنے لگے — لکھا ہے کہ سجدے مین جب دم گئے
تو پھر شعیث ملعون نے حربہ کیا — گیا سوت محراب پر خون کا

تلوارین مارن لگے سبھی نبیؐ کے پور
چالا کی سے دیوار مین بھاگے چارون اور

مگر ابن ملجم رہا بد گہر — اوٹھایا جو حیدرؑ نے سجدے سے سر
پھر اوس نے سیہ رونے چلائی جو تیغ — لگی شاہ کے فرق مین بیدریغ
اوسی جا پہ یہ زخم کاری پڑا — جہان جنگ خندق کے دن تھا لگا
دوبارہ ہوا شاہ کا فرق جب — یہ فرمایا اوسدم فزت برب
گیا بھاگ مسجد سے قاتل شتاب — ہوے جمع کوفے مین پیر و شباب
پڑا شور بستی مین چارو نطرف — چلے ہائے دنیا سے شاہِ نجف

جوکی آکے حسنینؑ نے پھر نظر	کہ مسجد مین زخمی پڑا ہے پدر
گریبان کیا شاہزادون نے چاک	عمامے پہ ڈالی مصیبت کی خاک
دھرا سر کو بابا کے پانون تلے	قدم چوم آنکھون سے اپنے ملے
علیؑ اپنے ہاتھون سے لوہو لگا	محاسن پہ ملنے لگے برملا
یہ کہتے تھے جاؤنگا احمدؐ کے پاس	دکھاؤنگا منھ اپنا مین بے ہراس
ملونگا اسی طور زہرا سے جا	یہی منھ دکھاؤنگا لوہو بھرا

حمزہؑ اور جعفرؑ کہین دیکھین میرا حال
اے حیدر صفدر آفرین روز بنا رنگ لال

حسینؑ و حسنؑ اور سب دوستدار	سُن اسباب کو رو اوٹھے آہ مار
پھر اوس وقت ماتم جو ہونے لگا	قیامت مچی عرش بھی ہل گیا
علیؑ جب پکڑ دونون بیٹون کا ہاتھ	ہوئے گھر مین داخل اسی طرح ساتھ
لگے پیٹنے دیکھکر گھر کے لوگ	پڑا اوس گھڑی دونون عالم مین سوگ
عمر ابن نعمان جو جراح تھا	بلایا اُسے تا کرے کچھ دوا
وہ اوس زخم کو دیکھ کر رو اوٹھا	کہا ہے نہین اسمین ہوتی شفا
جو کچھ بات ہونی تھی سو ہو چکی	بجھی زہر سے تیغ قاتل کی تھی
یہ سنتے ہی گریان ہوئے خاص و عام	لگے ڈالنے خاک سر پر تمام
کوئی پیٹتا نوچتا کوئی بال	یہ کہتے تھے یا قادر ذوالجلال
ہمارا نگہبان سر سے چلا	رہین کس کے سایہ مین واحسرتا
شہ دین نے کی سب پہ جسدم نظر	بہا اشک آنکھونسے اور آہ بھر

کہا الوداع اے میرے بیکسو	تمہیں حق کو سونپا سدا خوش رہو

یہ کلمہ مُنھ سے کہا اور یہ کیا کلام
روح مبارک نے لیا جنت مین بسرام

قَالُوا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مجلس چہارم دربیان وفات شہادت امام حسنؑ صلوات اللہ و علیہ السلام

عزیزو یہ جو تھی حکایت سنو	حسنؑ شاہ دین کی شہادت سنو
نبیؐ کا نواسہ علیؑ کا پسر	وہ ہے بنت احمدؐ کا لخت جگر
حسینؑ ابن حیدر کا بھائی رفیق	خدا کا پیارا ہمارا شفیق
لکھا ہے جب اونکو خلافت ہوئی	خلافت تو کیا سخت آفت ہوئی
کوئی جو اطاعت کرے ذکر کیا	وہ خیل دغا فکر مین اُنکی تھا
جو نانا و بابا سے کی تھی بدی	تو کرنے لگے ساتھ اونکے وہی
پچھوڑا لعینون نے ارث دغا	ہر اک اپنے ارثہ پہ قایم رہا
اونھین تھا اذیت شقاوت سی کام	یہان تھا ہدایت عنایت سی کام
زبان اس مین کرتی نہین یاوری	کرون جو مصیبت بیان شاہ کی
جو گذری ہے اونپر تو کیونکر لکھون	مگر ہے ارادہ کہ کمتر لکھون
جلے دل کے خون سی سیاہی بنا	تب اگر قلم آہ و فریاد کا
کرون صفحۂ حال پر مین رقم	ہوا جو جو مظلوم پر ہے ستم

سُنیو یارو کان رکھہ اوسپر رکھیو دھیان
قصہ حسنؑ امام کا جو کچھہ کرون بیان

روایت ہے بعد از وفات پدر ضرورت سے بیٹھے حسن تخت پر
دیا ملک پر بھیج حکام کو لکھا ایک حاکم شام کو
نہ تھا اونکو مطلب کہ ہووے حصول یہ تھا جسمین قائم ہو دین رسول
یہی شامیون کو مکرر لکھا یہی مدعا خط کے اندر لکھا
یہی کرتے حضرت سے تھے کلام یہی حق مین تھے عاملونکے پیام
خدا اور محمدؐ کا جو تھا مطیع اُسے صادق ہے جہان اپنا شفیع
مگر جو منافق دغاباز تھے نبی اور علی جنسے محزون رہے
بظاہر اطاعت کا بھرتے تھے دم بباطن کیا چاہتے تھے ستم
خلافت پر اوسکی حسد لے گئے ہوئے متفق جملہ چھوٹے بڑے
لعین مشورہ کر کے باہم دگر ہوئے مستعد شاہ کے قتل پر
خدا سے غرض پھر گئے بے وفا اسی حق مین اجماع تھا جابجا

پانصد فوجین یک بیک پھیلین چارون اور
فتنہ کو برپا کیا پڑا ملک مین شور

امام زمان نے سُنی یہ خبر کیا کوچ کوفہ سے بس جلد تر
خوارج کو پھر ایک نامہ لکھا کیے سب نصیحت کے درج ادا
لعینون کے خاطر مین آئی نہ پند نہ چھوڑے شرارت سے وہ خود پسند
کیا نابکارون نے ایسا چلن کہ بیدل ہوئی سب سپاہ حسن
لگی چھوڑ سرور کو اُٹھنے سپاہ کسی نے نہ کی حق کی جانب نگاہ
زر و ملک کا بسکہ لالچ ہوا پلیدون کا دل دین سے پھر گیا

شہ دین کے لشکر سے اکثر اٹھے
ہوئے جا کے شامل اوسی قوم کی

پڑا تفرقہ فوج مین اسقدر
کہ چالیس مین چار آئے نظر

سوا اونمین بھی اکثر بداندیش تھے
دغا ساتھہ کر ینکو شہ کے رہے

خوارج کے سردار نے اوسگھڑی
امام زمان کو کتابت لکھی

کہ اے ابن حیدر خبر ہے تمھین
تمھارے نہین وہ اگر وہ کہین

دیے بھیج خط سب جو اوسکے گئے
کہ تھے مستعد شاہ کے قتل کے

سرور نے اسبات پر ہو کے نپٹ اوداس
غرض اسما کو دیکھ کر ٹھنڈا بھرا اوساس

کئی شخص کہنے لگے تھے مروبد
کہ باطن مین تھا جنکے مکر و حسد

لگے عرض خدمت مین کرنے تمام
کہ ہے مصلحت صلح اب یا امام

شہ دین کر اس قوم سے آشتی
مدینے کو عازم ہوئے جسگھڑی

عزیزو یہ احوال ہے راہ کا
چچیل دغا شہ کے ہمراہ تھا

چلا وان سے ایک تیر اس شاہ پر
زرہ سے نہ مطلق ہوا کارگر

پھر اوس صلح کرنے کا حیلا اٹھا
لگے لوٹنے خیمہ کو غارت کیا

یہانتک کہ شہ کا مصلا اوٹھا
لگے کھینچنے دوش پر سے ردا

وہان سے جب آگے چلے شاہ دین
کھڑا تھا رہ راہ مین ایک لعین

گئے اوسکے نزدیک جدم امام
پکڑ اوسنے گھوڑیکی جلدی لگام

جو مین اوس نے خنجر چلایا وہان
لگا ران مین پھٹ گیا استخوان

عماری مین پھر شاہ زخمی کو ڈال
مدینے مین پہونچایا بے قیل و قال

چند روز ناچار ہو اونسا کیا مقام
گئے مدینہ شہر مین چنگے ہوئے امام

یہان ایک راوی نے یون ہی لکھا
کیا شہ نے تھا روان پر مکان
خوارج کو جون ہی ہوئی یہ خبر
لگے ذکر کرنے سبھی خاص و عام
دمشقی جو ایک شخص ناکام تھا
بجھا کر عصا کی سنان زہر مین
بظاہر ہوا معتقد شاہ کا
نماز ایک دن جب شاہ کر کے ادا
وہ یارون سے باتون مین مشغول تھا
کیا زور ایسا کہ سارے سنان
شہ اوس درد سے آہ کر گر پڑا
پکڑ شہ کے یارون نے اندھے کو جب

کہ کوفہ کی ہے وہ ہوا موافق ہوا
کہ شاید ہوا معتدل ہو یہان
ہوئے متفق شاہ کے قتل پر
کہ جیتا نہ جائے یہان سے امام
چلا قتل سرور پہ بڈھا
جہان شہ تھے آیا اوسی شہر مین
وہ لے دل مین حد درجہ بدخواہ تھا
ہوا آ کے مسجد کے در پر کھڑا
کہ اندھے نے رکھہ پشت پار عصا
گئی باتون مین بیٹھ کر ہی فغان
لہو پاؤن کے زخم سے بہ چلا
تو چاہا کہ ماریں کہا شہ نے تب

جانے دو یہ کچھ مت کہو حق پر رکھو بات
محشر مین اسکی جزا پائیگا بدذات

رضا پر ہے بس دل سے راضی حسنؑ
سہا ظلم ظالم کا سب جان پر
کہا پھر کے جلدی مکان پر چلو

چلے اپنے جد و پدر کا چلن
نہ دی اوسکو ایذا کہ ہے بے خبر
بہت درد ہے کچھ علاج اب کرو

لگے یار کرنے بہت سا خروش — کسی مین نہ باقی تھے اُسوقت ہوش
یہ کہتے تھے پادشاہ آرام ہو — تم آئے تھے اس جا پہ اس کام کو
سبھی مانگتے تھے خدا سے دعا — کہ ہو شاہ والا کو جلدی شفا
غرض ایک جراح کامل جو تھا — علاج اس طریقے سے اُسنے کیا
کہ ذرہ نہ باقی رہا کچھ خلل — رگون سے گیا زہر سارا نکل
امام زمان کو جو صحت ہوئی — احبا کو بیحد مسرت ہوئی
جگر ہو گیا دشمنون کا کباب — کہ جیتا رہا نائب بو تراب

جو دُکھ سے غریب نے مین کیا کرون بیان
غرض مدینے شہر مین آیا دسینے جان

سُنا جب خوارج کے سردار نے — لگا ہاتھون کو زانو پر مارنے
یہ پہونچا مدینے مین صحت کی جا — نہ اوسپر گئی پیش میری دغا
لکھا عذر خط مین لیصد مکر و فن — کہ قاتل نے اوسپر کیا جو جتن
تمہارے رفیقون کا یہ تھا سلوک — نہین کچھ ہوئی مجھ سے خدمت مین چوک
میری سمت سے جمع خاطر رکھو — ہے سر نذر میرا جو منظور ہو
اور اپنے عزیزون کو بھیجا پیام — کہ جس سے بنے کام کر لو تمام
تردد ہے اسکو اب بات کا — دیا چھوڑ آرام دن رات کا
اسی کام کی ہے اوسے جستجو — کسی طور ابن علیؑ قتل ہو
مقرر کرے ایک کٹنی بلا — کہ نام اوسکا مشہور السنوبہ تھا
کہا اوسکو جا ابن حیدر کے گھر — کسی طور اسما کو پھندے مین کر

وہ کٹنی جب اسما سے جا کر ملی
کہا جان دیتا ہے تجھ پر یزید
لیا کھینچ اپنی طرف اوسکا جی
ترے عشق کی کھائی ضرب شدید

اِس گھر مین کیا ہے تجھے بھوکی ہے محتاج
اوس گھر مین کیا آ چلے کر جگت کا راج

سنے پھر جو اسمانے کٹنی کے بول
لگی اُس سے کہنے گرہ دلکی کھول
کہ راضی ہون مین بات ٹھہری جو یہ
میری سمت سے جا کے مروان کہہ
چلی وان سے کٹنی بہت شاد حال
کری آ کے مروان سے یہ قیل و قال
یہ سنتے ہی مروان بہت خوش ہوا
دیا اوسکو انعام راضی کیا
یہ کہنا کہ صاحب کو اپنے کھلا
جو اس مین ہو حاصل ترا مدعا
وہان سے جو نایاب کٹنی چلی
پھر اسما سے یہ سب حقیقت کہی
چھپا کر اُسے زہر کی پوڑیہ دی
بہت قتل سرور یہ تاکید کی
لگا بات آنسو یہ جب اوٹھی
اوسی طور اسمانے تدبیر کی
غرض زہر دو بار شہ کو دیا
کو اک دم جو باقی تھا پائی شفا
ولے جو کہ تدبیر کی تھی ہوئی
شرارت جو اسما کی تھی کھل گئی
اوسی روز سے گھر نہ جاتے امام
کہ کھاتے تھے قاسم کی مان گھر طعام

مان قاسم کی گھر رہی باہر رہے وہ شاہ
لیکن اوسکے کید سے رہتے تھے آگاہ

ہوئی تشویش و مروان کو جب خبر
وہ اسما کا بھید اوس پہ سب کھل گیا
کہ یہ وار خالی گیا سر بسر
نہ کچھ اعتماد اوس کا باقی رہا

تو انسونیہ کو بُلا روبرو
دیا زہر اسما کو پھر حال حال
وہ بدذات لیتے ہی مروان سے
گئی پاس اسما کے اور دے دیا
شب و روز رہتا تھا اوسکو خیال
جو دیکھا کہ اس فکر ہی مین وہ تھی
اور اوسوقت سب گھر کے چھوٹے بڑے
دیا زہر کو اوسنے کوزہ مین ڈال
پڑی جھٹ کے پانی کے اندر گئی
کیا کام اسمانے اس و اوسے
پھر اسنے مین سرور نے بیدار ہو

کئی دن کے بعد اوسکے بھیجا کر تو
کہا کہ یہ پانی مین دے اسکو ڈال
مدینہ کے مشہور شیطان سے
جو ترکیب تھی اوس سے واقف کیا
کہ دیجیے کسی طرح پانی مین ڈال
کہ سوتے ہین اسوقت سبطِ نبی
وہان نیند مین بے خبر تھے پڑے
نہ خوف خدا تھا نہ فکر مآل
جو وہ مُہر تھی بند ویسی رہی
کہ ہرگز نہ دیکھا کسی نے اوسے
جگایا بہن کو کہ زینب اوٹھو

ذرا بات میری سنو اُٹھ کے بہنا جان
دیکھا جو کچھ خواب مین اوسکا کرون بیان

کہا رو کے زینب نے بھائی کہو
حسن شاہ نے سب بہن کو بلا
کہ نانا محمد و بابا علی
وہ جنت مین بیٹھے ہین سب اکٹھا
یہ کہتے ہین آ اے حسن ہے خوشی
کوئی دم مین تم پاس آتا ہون مین

مفصل بیان خواب کا تم کرو
کہا سر بسر خواب کا ماجرا
اور اونکے برابر اماں تھی کھڑی
لیا ہے مجھے پاس اپنے بلا
ہوئی دشمنون سے تیری مخلصی
اور احوال ہجران سناتا ہون مین

یہ کہکر کہا اے بہن جلد جا — کرون گا وضو اور ٹھنڈے پانی تو لا
بہن اور ٹھنڈے پانی کے خاطر گئی — جو بھائی کو غالب ہوئی تشنگی
اور اٹھا ہاتھ مین اپنے کوزہ لیا — لگا منھ سے پھر خوب پانی پیا
فرو حلق سے ہوتے ہی یہ کہا — کہ پانی تھا کوزے مین یا کچھ بلا
کہ پیتے ہی حلقوم سے تا بناف — کلیجے کے اندر ہوا ہی شگاف
کہا پھر بہن سے نہین مجکو چین — لہو جلد منھ پاس آئے حسین

بھائی احوال سن آئے بھائی جان — دونون بھائی مل گلے روئے کر ارمان

لگے پوچھنے جب حسن سے حسین — کہ کیونکر نہین بھائی ہی تمکو چین
کہا ہے میرا کوچ دنیا سے اب — کہ نانا نے مجکو کیا ہے طلب
سنایا مفصل بیان خواب کا — اور احوال ظاہر کیا آب کا
حسین اپنے بھائی کا سن ماجرا — جو پانی تھا کوزے مین پینے لگا
حسن نے دیا پھینک اسکو وہین — پڑا جب زمین پر گئی پھٹ زمین
ازان بعد بھائی کا سن ماجرا — حسن نے وصیت سے شہ کو کہا
کہ قاسم تمھارے حوالے ہے اب — دلاسے سے رکھیو اسے بے تعب
اسے بھیجیو اپنے گھر کتخدا — تیرا خویش ہے یہ بھتیجا تیرا
ازان بعد بھائی کو چھاتی لگا — امانت کا احوال مخفی کہا
ہوا پھر جو اتنے مین درد شکم — زمین پر گئے لوٹ ہی ہی ستم
اسی طور پھر رات گذری انھین — ہوئی صبح جب قے ہوئی طشت مین

کلیجے کی ٹکڑے کر ین بوشیان — ہوئی اُنکے چہرے پہ زردی عیان

گذری آدھی رات جب کلمہ بولی شاہ
قالب چھوڑا روح نے جنت کی لی راہ

قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون

مجلس پنجم در بیان واقعۂ شہادت حضرت مسلم صلوات اللہ علیہ

کرون پانچوین وصل مین اب رقم — حسینؑ ابن حیدرؑ کا سب درد و غم
وہ مظلوم جا کر مع اقربا — لب نہر افسوس پیاسا رہا
فدا جو ہوا پہلے اوس شاہ پر — وہ مسلمؑ ہے اور اونکے دونون پسر
روایت مین ہے یہ کہ بعد از حسنؑ — رہا پنجتن مین حسینؑ ایک تن
خوارج کے دل پر بہت شاق تھا — کہ یہ شاہ دین آہ باقی رہا
نبوت کا آباد ہے خاندان — ولایت کا سرسبز ہے بوستان
یہی فکر تھی اونکو باشور و شین — کہ کیجیے کسی طور قتل حسینؑ
لعینون نے آخر یہ تدبیر کی — کہ شہ کی طلب کو کتابت لکھی
لکھا یہ جو کوفے کو آؤ شتاب — کہ بیعت کو حاضر ہین سب شیخ و شباب
اسی بات مین خط لکھے بیشمار — ولیکن نہ شہ کو ہوا اعتبار
زیادہ ہوئی حد سے تکرار جب — لکھا شاہ دین نے جواب اسکا تب
کہ بھائی ہے مسلم مرا ابن عم — شرافت مین ہرگز نہین مجھ سے کم

آتا ہے تم پاس اب میرا بھائی جان
اس سے بیعت کیجیو ثابت کر ایمان

لکھا حسن خدمت تمہارا اگر تو پہونچون گا مین بھی وہان جلد تر
یہ مضمون اوسکے وکیلون کے ہاتھ دیا لکھ کیا اپنے بھائی کو ساتھ
غرض ہو کے رخصت جو مسلم چلے گئے دونون بیٹون کو ہمراہ لے
کئی روز کے بعد پہونچے وہان وہ کوفہ جو تھا مقتل بیکسان
کیا آ کے مختار کے گھر مقام ملے ظاہرا اہل کوفہ تمام
ہوئی سب کی مسلم سے بیعت شروع ہزارون دغا بازون نے کی رجوع
لکھا شہ کو مسلم نے انجام کار کہ بیعت مین آئے اٹھارہ ہزار
سوا انکے بہتون کو ہے آرزو کہ شہ کی اطاعت مین ہون سرخرو
مناسب ہے تشریف کو لائیے محبون کو دیدار دکھلائیے
نہین ہائے مسلم کو تھی یہ خبر کہ ہے کوفیون کی دغا پر نظر
ہوا واقف اس بات سے جب یزید کہ کوفی ہوے شاہ دین کے مرید
ڈرا سنکے یہ بات وہ بدنہاد لعین نے دیا بھیج ابن زیاد

بہت فوج کو ساتھ لی آیا وہ بدذات
مسلم کا سر کاٹنے کوفے مین ہیہات

منادی ہوئی شہر مین جا بجا اگر مسلم کا ہوگا کوئی آشنا
وہ پہونچیگا اپنی سزا کو یہان اوسے مار کر لوٹ لون خانمان
جو چاہے کوئی اپنے حق مین بھلا رفاقت سے مسلم کی ہو کر جدا
ہماری اطاعت مین ہو مستفید کہ دیگا زر و ملک اوسکو یزید
یہ سنتے ہی سب پھر گئے خاص و عام کیا محو خاطر سے مسلم کا نام

یہ احوال مسلم کو جس دم کھلا | کہ آخر کو کی کوفیون نے دغا
نہایت ہراسان ہوا وہ غریب | ہراسیمہ ہو کر کہا یا نصیب
کہان اب مدینہ کہان ہی وہ چین | کہان مین کہان ہی وہ بھائی حسینؑ
کہان لا کے قسمت نے ڈالا مجھے | یہان تک وطن سی نکالا مجھے
کوئی یار و یاور نہ غمخوار ہے | جو ہے بھی کوئی وہ ستمگار ہے
بھلا خوب ہے جو ہوا سو ہوا | رضا سے کسی کا نہین بس چلا
اسی فکر مین اور تردد مین ہون | کہ جب قتل تیغ جفا سی مین ہون

میرے دونون لاڈلے بیچارے مظلوم
کیا کیا ظلم اٹھائینگے نہین ہے مجھے معلوم

یہی گفتگو اپنے دل ساتھ کر | گیا اوٹھکے اوس جا سی ہانی کے گھر
کئی دن وہان جا کے مخفی رہا | بجز صبر کچھ اور دل مین نہ تھا
ہوئی جب کہ حاکم کو اوسکی تلاش | ہوا آخرش ایک دن راز فاش
ہوئی ابن مرجانہ کو جو خبر | کہ مسلمؑ ہے تحقیق ہانی کے گھر
یہ سنتے ہی برہم ہوا کینہ جو | بلا جلد ہانی کو پھر روبرو
کہا غیر حاضر تھا کیون سچ بتا | مگر جان کا خوف تجکو نہ تھا
وہ بولا کئی دن سے بیمار ہون | مجھے عفو کیجیو کہ ناچار ہون
یہ مردود سنتے ہی تیوری چڑھا | ہوا پر غضب لیکے خنجر اوٹھا
کہا جھوٹ کہتا ہے خانہ خراب | بہانہ ہے آزار کا بے صواب
چھپایا ہے مسلم کو جو اپنے گھر | کہا ہے یہان مکر یون آن کر

یہ کہکر لگا مارنے لکڑیان — نہان تک کہ سر سے ہوا خون رواں

پھر ظالم مردود نے دیا قید مین ڈال
مسلم کے کارن ہوا ہانی کا یہ حال

سنا جب کہ مسلم نے ہانی کا حال — نہایت ہوا اونکے دل پر ملال
زبس دل مین غیرت کا شعلا اُٹھا — شتابی کمر باندھ کر وہ چلا
ہوئے ساتھ اُسکے سب اہل دغا — نہ تھی اصل مین جنکے ہرگز وفا
لیا جا کے آپس مین مسلم کو گھیر — نہ تھا اوسکو معلوم قسمت کا پھیر
کہ انجام کیونکر ہے اس کام کا — بہرحال طالب رہا نام کا
اس احوال کو دیکھ ابن زیاد — ہراسان ہوا خوف سے بدنہاد
رفیقون سے پوچھا کہ اب کیا کرون — چلون شام کو بھاگ یا مین مرون
یہ سنکر شمر اور کئی بے حیا — پکارے شتابی سے کوفی یہ جا
کہ اب کوفیو ہے خطا سر بسر — کرو اس ارادے سے تم درگذر
لڑائی جو کرتے ہو مسلم کے ساتھ — کہ اس بات مین کچھ نہ آویگا ہاتھ
غرض مکر کی سب کو باتین سنا — رفاقت سے مسلم کی بیدل کیا
پھرے دین کی راہ سے بد نصیب — اکیلا رہا ہائے مسلم غریب

دیکھا جو چارون طرف رہا نہ کوئی پاس
بیچارے مظلوم نے ٹھنڈا بھرا اوساس

شتابی وہان سے چلا باگ موڑ — رہا بیٹھ مسجد مین گھوڑے کو چھوڑ
پھر اُس جا سے نکلا ہوئی رات جب — کہ جا کر کرون کوچ کوفے سے اب

پھر ادرات ساری بچارا غریب — نہ پائی کہین راہ ہے بد نصیب
غریب ایک کوچہ مین وارد ہوا — بہت پیاس نے اوسپہ غلبہ کیا
کھڑا ہو کے ایک گھر کے در پر کہا — کوئی مجھکو پانی پلا دُو ذرا
یہ سنتے ہی اس بے وطن کا سخن — اوٹھی گھر کے اندر سے اک پیرزن
کہ طوعہ تھا اوس نیک سیرت کا نام — دیا بھر کے مسلم کو پانی کا جام
مسافر بچارے نے پانی پیا — کری اوس ضعیفہ کے حق مین دعا
پھر اوسوقت سائل ہوئی پیرزن — کہ اے شخص تیرا کہان ہے وطن
کہا کون ہے کیا ترا نام ہے — طلب کسکی رکھتا ہے کیا کام ہے
کہ اسوقت ہوتا ہے گلیون مین جوان — سراسیمہ پھرتا ہے بے اختیار
دیا اوسکو مسلم نے پھر یہ جواب — بہت درد سے کرکے چشم پر آب

وطن مدینہ شہر ہے مسلم کہتے نام
دین نبی کے کارنے مرنا میرا کام ...

اور احوال سب کوفیون کا کہا — جو کچھ اوس جفا نے دیکھا تھا جور و جفا
یہ سنتے ہی طوعہ کو رقت ہوئی — تصدق ہوئی اور کہنے لگی
کہ اس شہر کے لوگ ہین بے ادب — مناسب ہے اندر چلین آپ اب
کوئی دم مرے گھر مین تمہارا ہو — کسی پر یہ احوال ظاہر نہ ہو
کرون بندگی کے مراتب ادا — کہ ہووے مرا عاقبت مین بھلا
سُنی بات شفقت کی طوعہ سے جب — ہوئی کچھ تسلی بچارے کی تب
کیا شکر حق گھر کے اندر گیا — بٹھایا ضعیفہ نے گوشے مین لا

شتابی پکا کر کے تھوڑا طعام | کھا کھائیے یا اخی الانام
وہان سے اسی حال سے درمیان | ضعیفہ کا بیٹا جو آیا وہان
کہا اپنی امان سے ہے کیا سبب | کہ ہر بار حجرے مین جاتی ہو اب
کہا اوس ضعیفہ نے خاموش ہو | نہین کیا نہین بات کہنے کی جو
اگر تجھسے یہ بھید ظاہر کرون | مبادا ترے دل مین گزرے زبون

پھر بولا وہ نا خلف حق کی ہے سوگند
جسمین ہے تیری رضا مین بھی ہون خرسند

کیا مان سے بیٹے نے اقرار جب | دیا کھول طوعہ نے اسرار سب
کہ مسلمؑ نے اس گھر مین لی ہے پناہ | تجھے اب مناسب ہے اسکا نباہ
جو کچھ اسکی لاؤگے خدمت بجا | خدا تم کو دیوے گا اسکی جزا
ہوا سنکے مردود دل مین خفا | بظاہر کہا آفرین مرحبا
پھر اوٹھ گھر سے باہر گیا بد گہر | گری جاکے حاکم تئین اسکی خبر
ہوا سنکے خرسند ابن زیاد | پئے قتل ایک فوج کی انعقاد
چلے ہوکے رخصت جو بیداد گر | لیا گھیر طوعہ کا ان سب نے گھر
وہان مسلمؑ نامور جو کہ تھا | لگی تھی وہی آنکھ اوسکی ذرا
پڑا اوسکو پھر خواب مین کچھ نظر | کہ روتا اوٹھا یاد کرنے کو کر
کٹی رات باقی تو اس حال پر | اوٹھا اور پڑھ کر نماز سحر
وہ بیٹھا تھا غمگین نہ تھا اوسکو چین | یہی ورد تھا ہاے بھائی حسینؑ
کہ سننے مین گھوڑون کی آئی صدا | وہ سنکر مصلے سے جلدی اوٹھا

آئے جائے مدعی مرنا بسوے بیس
باندھ کمر امر نے چلا کٹواتے کو سیس

نکل کر مقابل ہوئے فوج کے
لگے چلنے سب سے اکیلے یہ وار
گرون گرایا ان اوس جوانمرد کا
لائے دغا باز جب تاب جنگ
کسی سمت سے ایک پتھر چلا
لگا دوسرا اوسکے دندان پر
گئی زخم تن پر جو کاری لگے
مدینے کی جانب اوٹھا کر نظر
کہ مسلم تمھارے یہ گذری ہے کیا
لکھا ہے کہ مسلم کا یہ حال تھا
چلائی مسافر پہ تلوار جب
کیا وار اس زور سے فرق پر

لعین دوڑ کر گرد اوسکے ہوئے
یہی شور تھا ہر طرف مار مار
دیا مار کر اوسنے سب کو بھگا
لگے مارنے چڑھ کے کوٹھے پہ سنگ
وہ مسلم کے ماتھے مین جا کر لگا
سراپا ہوا خون مین تر بتر
گیا بیٹھ دیوار کو ٹیک کے
کہا یا حسین اب تمھین ہے خبر
سنو گے کہ تم پر تصدق ہوا
ہوا ابن عمر نے پکڑ گھر مین لا
گیا ہو نہ مسلم کا ہے غضب
کہ تن سے جدا ہو گیا اوسکا سر

اور ایک امردود نے پیچھے سے للکار
بھالا مارا پیٹھ مین گیا وار سے پار

پھر اوسکو نہ کچھ تاب و طاقت رہی
کہا پیاس سے سوکھتا ہے گلا
سنا نا کسی نے یہ اونکا کلام

گیا بیٹھ غالب ہوئی تشنگی
کہ کوئی مجھکو پانی پلاؤ ذرا
مگر لا دیا بھر کے طوعہ نے جام

لیا ہاتھ مین اور پینے لگا   گرے دانت اوسمین لیا تب ہوٹھا
کہا پھینک کر مین نے سمجھا سبب   بجز جام کوثر نہین آب اب
ہوا درد بھاری گرا خاک پر   لعینون نے پکڑا اُسے دوڑ کر
مخاطب ہو مسلم سے بولا شقی   ہوا کیون امام زمان سے بغی
کہا اوسکو مسلم نے اسے بدگمان   حسین علیؑ ہے امام زمان
اوسے کوفیون نے کہا پیشتر   کہ بیعت کرین تمسے آؤ اگر
اسی بات پر مجکو ثابت کیا   کری آخرش موذیون نے دغا
یہ سنکر ہوا پرغضب نابکار   کہا ہے کوئی اسکا لے سر اوتار

بولا پوت کفار کا میرا ہے یہ کام
بدلا اپنے باپ کا لون تو ہو آرام

دیا اذن پھر اوسکو بدکار نے   وہ مسلم کو لیکر چلا مارنے
اونچے بام کو تک پہ جب لیگیا   تماشائی تھا ایک عالم کھڑا
کہا رو کے مسلم نے اے کوفیو   میری ایک وصیت کو سُن لیجیو
کہ جب کرچکین قتل مجکو لعین   میری لاش کو ڈال دینگے کہین
تو ایک کام کیجو برائے خدا   کہ ملبوس میرا لہو کا بھرا
مدینہ کو پہونچائیو ایک بار   یہ کہیو کہ مسلم کا ہے یادگار
کیا پھر مدینہ کی جانب سلام   لگا رونے شبیر کا لیکے نام
کہ بھائی مجھے آرزو تھی کمال   کہ پھر آکے دیکھون تمہارا جمال
ولیکن نہ تھا زور تقدیر سے   نہ نکلا کوئی کام تدبیر سے

خدا اور محمد کو پھر یاد کر	جھکا سر گیا بیٹھ وہ مرنے پر
لکھا ہے کہ جلاد بے رحم جب	لگا مارنے اوسکے تلوار تب
ہوا ہاتھ خشک اوس ستمگار کا	تو ایک شخص شامی بدکار تھا

آیا تیغا کھینچ کر وہ مردود و پلید
ایسا نعرہ کھینچ کر مسلم ہوا شہید

قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

مجلس ششم در بیان واقعہ شہادت فرزندان حضرت مسلم بن عقیل صلوات اللہ علیہ

روایت ہے یارو کہ مسلم کو مار	لیا ہانی کا سر بھی تن سے اوتار
ہوا حکم مردود حاکم کا تب	کہ ہوں قتل مسلم کے بیٹے بھی اب
منادی ہوئی شہر کوفے میں یوں	کہ مسلم کے فرزند جس گھر میں ہوں
اونھیں مار دوں غارت کروں خانماں	نچھوڑوں میں دنیا میں اونکا نشاں
جو لاوے کوئی دونوں کو ڈھونڈھکر	خدا کی قسم دوں اُسے گنج و زر
ہوئی یہ ندا شہر میں چار سو	یتیموں کی ہونے لگی جستجو
لکھا ہے کہ قاضی جو تھا شہر کا	شریح اوس خدا ترس کا نام کا
وہ تھا خاندان نبی پر نثار	دل و جان سے تھا آل کا دوستدار
یتیموں کے احوال پر رحم کر	چھپایا تھا اُس شخص نے اپنے گھر
منادی کو سنکر ہراسان ہوا	یتیموں سے احوال سارا کہا
یہ سنکر وہ دونوں اُٹھے آہ مار	ہوئے باپ کے غم میں بس بیقرار
کہا شہزادوں سے قاضی نے تب	کہ رونا مناسب نہیں تمکو اب

کوئی چارون اور سے دشمن بدکردار
سُن پاوین تمکو ایک پل مین ڈالین مار

یہ سنکر وہ دونون ہوئے بیحواس — دلون سے گئی ٹوٹ جینے کی آس
ہوئے خوف سے جب نہ کچھ کہا — ولیکن نہ تھمتا تھا آنسو ذرا
جو قاضی اُسنے دیکھا اُنھین بیقرار — بنا دونون بچون کا وہ دوستدار
کہا دونون سے گر ہمین جی جاونگا — تو تمکو مدینے مین پہونچاؤن گا
بلا کر کہا اپنے بیٹے سے تب — کہ جا اے اسد انکے ہمراہ اب
لب شہر جو قافلہ ہے بڑا — مدینے کو عازم ہے وہ برملا
جو کوئی جماعت مین ہو دیندار — چھپا کر تو ان دونون کو باوقار
بتاکید ہمراہ کر دیجیو — خبردار کچھ اور رحمت کیجیو
یہ کہکر جو قاضی نے رخصت کیا — اسد اُن غریبون کو لیکر چلا
گیا اُس جگہ پر تو ظاہر ہوا — کہ وہ قافلہ کوچ ہی کر گیا
مگر راہ مین اُڑ رہا تھا غبار — اُسے خوب ہی دل مین کر اعتبار

پتا بتا اوس گرد کا کہا چھوڑ کر ہاتھ
وہ جاتا ہے قافلہ دوڑ کے ہو لو ساتھ

یہ کہکر اسد گھر کو راہی ہوا — غریبون یہ لطف الٰہی ہوا
یہ چلے راہ تھوڑی سی ہے ہے فغان — کہ غائب ہوا قافلے کا نشان
کہان قافلہ تھا کہان تھی وہ بات — وہ جنگل تھا یا تھی وہ تاریک رات
بھٹکتے پھرے دونون جنگل مین آہ — نہ ملتی تھی اونکو کہین سیدھی راہ

وہ دونون مصیبت مین حیران تھے — کہ چوکی کے کچھ لوگ اونکو ملے
کہا کون ہو اور کیا نام ہے — یہان تم جو پھرتے ہو کیا کام ہے
یتیمون نے اونکو دیا یہ جواب — کہ مسلم کے بیٹے ہین خانہ خراب
گئے ہین اندھیرے مین ہم راہ بھول — بتادو کوئی از برائے رسول
لیا باندھ دونون کو پوچھا نہ کچھ — کیا عجز ہرچند مانا نہ کچھ
انھین پاس حاکم کے لے کر گیا — لگا دیکھکر کہنے وہ بے حیا
کہ ان دونون کو جیل مین بھیجدو — رعایت خبردار اینپر نہو
یہ لکھتا ہے راوی کہ اُس جیل کا — نگہبان تھا ایک مومن بے ریا

اونکے غم سے ایک پل اوسکو تھا نہ قرار
ہردم تھا وہ صدق سے اونکا خدمتگار

سمجھتا تھا سب سے وہ بہتر انھین — گیا لے کے بستی سے باہر انھین
بتا کر کہا قادسیہ کی ہے راہ — نہو گم ذرا اسپہ رکھیو نگاہ
چلے جائیو دونون تم اب وہان — مرا ایک بھائی ہے رہتا جہان
غلامی کی شرطین بجا لائے گا — مدینے مین تمکو وہ پہونچائے گا
یتیمون کی کی اُسنے خاطر بڑی — اور اپنی اونھین دی اک انگشتری
کیا دونون کو اوسنے رخصت ادھر — پھر او انسے مشکور پھر اپنے گھر
ہوئی راہ گم ہائے کھوٹے نصیب — بھٹکتے تھے جنگل مین دونون غریب
اسی حال مین ہو گئی جب سحر — لگے کہنے آپس مین جائین کدھر
مخالف ہمارے بہت ہین یہان — اگر دیکھ لینگے نچھوڑینگے جان

اسی بات کا ڈھونڈھتے تھے سراغ ‏ ‏ جو دیکھا لب آب خرمے کا باغ

اوسین سے ایک پیڑ کو جڑ سے خالی دیکھ
دونون بھائی جا چھپے کر کے یہی لب لیکھ

قضارا او تہان ایک عورت نے جا ‏ ‏ اوسی پیڑ کے نیچے پانی بھرا
وہ جسوقت کوزہ اُٹھانے لگی ‏ ‏ اُسے اونکی چھائین نظر آگئی
تعجب کیا اور ہوئی سنگین ‏ ‏ لگی جھانکنے ہر طرف کی زمین
ہوئی ناگہان اُسکی اُنپہ نگاہ ‏ ‏ جہان چھپ کے بیٹھے تھے وہ رشکِ ماہ
کہا اُس ضعیفہ نے تم کون ہو ‏ ‏ سب احوال اپنا مفصل کہو
غریبون نے اوسوقت کھولی زبان ‏ ‏ کہ سنتے ہی اے مادر مہربان
یتیمان مسلم ہین دونون غریب ‏ ‏ مصیبت مین ہین لائی اپنے نصیب
اب اپنا بتا نام ہے کون تو ‏ ‏ کہ آتی ہے تجھسے محبت کی بو
ضعیفہ نے سنتے ہی مسلم کا نام ‏ ‏ کیا دونون پر صدقے ہوکر کلام
کہا تم پہ یہ جان قربان ہے ‏ ‏ یہ لونڈی تمھاری ثنا خوان ہے
ازان بعد انکھون سے آنسو بہا ‏ ‏ کہی اُن شاہزادون سے یہ التجا
خدا ایک ہے اور محمد ہی حق ‏ ‏ پڑھا مین نے اول سے یہ ہی سبق

آؤ میرے گھر چلو یہ منت لو مان
بی بی میری صدق سے تم پہ ہے قربان

محمد کے گھر کی ہے وہ دوستدار ‏ ‏ نہین بات جھوٹی کرو اعتبار
یہ سنکر غریبون مین جی آگیا ‏ ‏ ہوئے ساتھ او سکے نہ پھر کچھ کہا

غرض جا کے داخل ہوے اوسکے گھر   کنیزک نے بی بی کو دی یہ خبر
اونھین دیکھکر مومنہ خوش ہوئی   وہ لونڈی اوسیوقت آزاد کی
کہا شاہزادون کے اچھے نصیب   جو آئے مرے گھر خدا کے حبیب
قدم چوم کر خوب سیری ہوئی   بڑی آج توقیر میری ہوئی
کیا رحم تم نے مرے حال پر   نہین مجکو کچھ عاقبت کا خطر
لگی رونے پھر لے کے مسلم کا نام   لیا اوسنے اپنے کلیجے کو تھام
ازان بعد اونکو کھلایا طعام   بجالائی خدمت بصد احترام
ہوئی شام جب روز آخر ہوا   دیا ایک حجرے مین اونکو بٹھا
ابھی تذکرہ تھا اسی بات کا   کہ بی بی کا شوہر جو بد ذات تھا
سیہ رو کا تھا نام حارس لعین   وہ باہر سے آیا تو چین بر جبین
کیا اوس نے شوہر سے یون التماس   کہ باہر سے کیون آج آئے اوداس

بولا کیا اس بات کا تم سے کرون بیان
ناحق میرا ہو گیا آج بہت نقصان

کہ مسلم کے بیٹے جو تھے قید مین   نگہبان نے رات چھوڑا اونھین
گئے بھاگ وہ جور سرکار کے   مین بیٹھا اونھین ڈھونڈھکر ہار کر
کیا حکم حاکم نے سب فوج کو   کہ آئے یہان اونکا سر لیکے جو
مین اوس پر بہت سی رعایت کرون   جو کچھ مجھسے مانگے عنایت کرون
پھرا مین بھی کل شہر مین جابجا   مگر کچھ نہ حاصل ہوا مدعا
کہا سنکے بی بی نے چپکے رہو   خدا سے ڈرو یہ سخن مت کہو

پیمبر یہ مت کر تو جور و جفا
وہ ملعون بولا کہ نادان ہے
ہمیں عیش دنیا کا منظور ہے
یہان اب روایت مین ہے یون لکھا
کہا چھوٹے بھائی کو بیدار کر

ارے نو کس مین ہین عاقبت کا بھلا
یہان عاقبت کا کسے دھیان ہے
قیامت کا دن تو بہت دور ہے
اوٹھا دیکھ کر خواب بھائی بڑا
کہ بھائی بلاتا ہے تجکو پدر

بولے ابراہیم تب سنو محمد بات
مین نے دیکھا خواب یہ جب تھی آدھی رات

سحر ہمکو مارینگے اہل ستم
یہ کہکر وہ دونون اوٹھے آہ مار
سنی جب کہ حارث نے انکی صدا
کہا اپنی بی بی سے جلدی بتا
وہ بی بی نہایت ہراسان ہوئی
سیہ رو لعین ایک مشعل جلا
کہا حرف اوسنے کہ تم کون ہو
وہ بولے کہ مسلم کے فرزند ہین
کہا واہ واہ اب ہوا اعتبار
جو مین جانتا یہ کہ تم ہو یہان
پھر اوس سنگدل نے پکڑ انکا ہاتھ
کیا قفل سے بند حجرے کا در

لعین اپنے بابا سے اسطور ہم
گلے ملکے رونے لگے زار زار
وہ مردود سوتے سے جلدی اوٹھا
کہ حجرے سے آتی ہے کسکی صدا
بہت بید کی طرح لرزان ہوئی
شتابی سے حجرے کے اندر گیا
یہان کون لایا تمھین سچ کہو
جناب پیمبر کے دلبند ہین
کہ تم گھر بین اور شہر مین ہو نگار
تو گھوڑے کو کیون مار تا ایڑیان
غریبون کو مارا طمانچون کی ساتھ
کہا تمکو سمجھونگا وقت سحر

بی بی نے اُس ظلم کو دیکھ کری فریاد
ظالم کے پیرون پڑی کہا نکر بیداد

دیا جب ستمگر نے اُسکو جھڑک ۔ کہ پہونچے گی اپنی سزا کو نہ بک
وہ بولی ہین راضی ہم اسبات پر ۔ مجھے اُنکے بدلے جو چاہے سو کر
غرض رات گذری ہوئی صبحگاہ ۔ وہ بیٹھا جو تھا مستعد روسیاہ
اوٹھا لے کے تلوار بیداد گر ۔ نکالا اونھین کو تھری کھولکر
چڑھا اُنکی مشکین ستمگار نے ۔ بیابان کو پھر لے چلا مارنے
سبھی لوگ گھر کے ہوئے اُسکی ساتھ ۔ کوئی پانون پڑتا کوئی جوڑی ہاتھ
یہ کہتے تھے اے سنگدل رحم کر ۔ یتیمون پہ مت باندھ ظالم کمر
یہ بابا کے مرنے سے ناچار ہین ۔ بلاؤ ستم مین گرفتار ہین
جفا ان پہ کرنا نہین کچھ صواب ۔ کہ دینا ہے آخر خدا کو جواب
دکھاتا ہے منھ اوس نبی کو بتا ۔ کہ جو حشر مین ہے شفیع الوزا
نہ خاطر مین لایا کسیکا کہا ۔ ارادہ پہ وہ اپنے قائم رہا

لیکر گیا فرات پر اونکو وہ جلاد
تیغا کھینچا ظلم کا ہے ہے اے بیداد

چلائی ستمگار نے تیغ جب ۔ لیا ہاتھ بی بی نے تھام اُسکا تب
پڑا وار خالی جو مردود کا ۔ خفا ہو کے بی بی کو زخمی کیا
خفا ہو کے لڑکی نے اُسکی ہین ۔ کہا اے پدر صد ہزار آفرین
نہو گا کوئی تجھ سا دنیا طلب ۔ کیا تو نے اپنے ہی گھر مین غضب

ہوا بس کہ مردود کو انفعال ۔ دیا مار کر تیغ بیٹی کو ڈال
ازان بعد مارے کنیز و غلام ۔ کیا ذبح کافر نے کنبا تمام
لگا اُن یتیمون کو پھر مارنے ۔ اُٹھایا جو تیغا ستمگار نے
وہ مظلوم بولے نکر قتل تو ۔ ہمین لے کے حاکم کے چل روبرو
جو کچھ مرضی ہو اوسکی سو کیجیو ۔ وہ سر کو جو چاہے تو سر لیجیو
یہ سنکر وہ ملعون برہم ہوا ۔ کہا مجکو احمق مقرر کیا
اگر بستی مین تمکو لے کر چلون ۔ کوئی چھین لے مجھ سے تب کیا کرون
کرون نذر جا کر تمھارا جو سر ۔ تو حاکم عنایت کرے مجکو زر

یون کہکے بے رحم نے اونکو ڈالا مار
دونون کے سر جسم سے ہے ہے لیے اُتار

قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ؁

مجلس ہفتم دربیان واقعہ شہادت حضرت حُر رحمۃ اللہ علیہ در دشت کربلا

محبو سنو قصہ کربلا ۔ یہ وہ ماجرا ہے بلا در بلا
کہ سنکر جسے سنگ ہوتا ہے آب ۔ نہ کہنے کی طاقت نہ سننے کی تاب
اگر شرح کرتا ہون یہ شرح کیا ۔ کہ کرنا ہے مجکو ضروری رقم
لکھتا ہے راوی کہ ابن علی ۔ مدینے سے ہمراہ اقربا جس گھڑی
کئی روز کے بعد پہونچے وہان ۔ وہ جنگل جو تھا مقتلِ بیکسان
گذر اُس زمین پر جو اونکا ہوا ۔ وہان سے نہ آگے کو گھوڑا چلا
رفیقون سے کہنے لگے وہ امام ۔ کہ ظاہر کرو اس بیابان کا نام

کسی نے کیا عرض خدمت مین آ	کہ ہے ماریہ نام اس دشت کا
شہنشاہ بس یہ سخن گوش کر	اُسی جا سے گھوڑے سے بیٹھے اُتر
کہا ساتھیون سے کہ اوتر دہیان	ہماری شہادت کا ہے یہ نشان
رضائے الٰہی پہ رکھو نظر	نہین کوئی اسکے سوا چارہ گر
اسی حال مین صبح صادق ہوئی	موذن نے اُٹھ کر اذان پھر کہی

دونون جگ کا پیشوا جب پڑھ چکا نماز
گوش مبارک مین پڑی دھونسے کی آواز

رفیقون سے بولے کہ باندھو کمر	مخالف تمہارے ہین آتے اِدھر
رہو خوب اب تم بھی ہشیار سب	سنبھالے رہو اپنے ہتھیار سب
یہ دسوین محرم کا ہے ماجرا	بیان مختصر مین نے ہے جو لکھا
یکایک اسی حال کے درمیان	مقابل ہوا لشکر کوفیان
لعین ہو گئے آنکر جمع کل	لگے کرنے ہل من مبارز کا غل
شہ دین نے گھوڑے کی لی باگ اوٹھا	کہا اے عمر مرحبا مرحبا
ذرا غور تو کر تو اک بات پر	کہ آیا ہے کس پر کمر باندھ کر
ترا باپ تھا جس جری کا یار	ہین او سکا نواسہ ہون ای نابکار
بھی دینداری کا اُمن پہ ٹلے	ہے تیرا اسلام اور دین ہے
نہین اپنے مرنے کا غم ہے مجھے	تیری عاقبت کا الم ہے مجھے
وہ مردود سنکر ہوا منفعل	ہوئے سب سپاہی بھی اوسکے خجل
نصیحت وہ فرما چکے جب تمام	پھرے اپنے لوگون کی جانب امام

اپنی صف میں آنکر داخل ہوئے حسین
تین روز کی پیاس سے نہ تھا کسیکو چین

کیا عرض خدمت میں سب نے یہی — کہ غالب ہی ہے ہم پر بہت تشنگی
نہیں ہے ذرا ہمکو تاب و توان — گلا خشک ہے اور نکلتی ہے جان
جو تھوڑا سا پانی میسر ہو آج — تو پھر تین دن تک نہیں احتیاج
لڑیں فوج اعدا سے ہم ٹھوک کر — ہمارے مقابل نہوں شیر نر
یہ سُنکر دیا شہ نے اونکو جواب — پیو جا کے اب حوض کوثر کا آب
نہیں دیر باقی کہ وقت آچکا — چھڑائیگا اب اس بلا سے خدا
یہ ہے تذکرہ لشکر شاہ کا — کروں اب بیان فوج گمراہ کا
کہ جب سن چکا اُسنے ارشاد شاہ — اوٹھاتا نہ تھا سر عمر روسیاہ
سوا اُنکے ہر ایک کو تھا انفعال — کیا محو خاطر سے قصد قتال
عمر نے جو دیکھا رفیقون کا حال — کہ ہے اور کچھ اُنکے دل میں خیال
ہوا دل میں اپنے بہت فکرمند — یہ کی اوسنے اپنے رفیقوں کو پند
کہ یارو نمک کا کرو حق ادا — پر اٹھو کہ ہر ایک رکھو سدا

پھر ظالم مردود نے چھوڑ کمان سے تیر
پھینکا طرف امام کے اور بولا اے بے پیر

کہ اے دوستو اسیر رکھنا نگاہ — نصیحت مری سُنکے رہنا گواہ
سُنا حر نے اوس کا سخن جس گھڑی — کہا اے عمر ہے مصیبت بڑی
مقرر ترے دلمیں یہ ہے ترنگ — کہ ابن علی سے کرے گا تو جنگ

کہا اس نے حرؑ سے تو کہتا ہے کیا ‌ ‌ ‌ نہین تجکو معلوم اب تک ہوا
جو ہم ابن حیدرؑ سے اس دم لڑین ‌ ‌ ‌ کئی تن ابھی رن مین بے سر پڑین
کہا حرؑ نے اُس سے کہ خاموش رہ ‌ ‌ ‌ سخن یہ تو اپنی زبان سے نہ کہہ
محمدؐ کا دلبند ہے یہ حسینؑ ‌ ‌ ‌ علیؑ ولی کا ہے وہ نور عین
نہین جنگ ابن علیؑ سے روا ‌ ‌ ‌ جو مطلوب ہے عاقبت کا بھلا
عمر نے دیا حُرؑ کو تب یہ جواب ‌ ‌ ‌ کہ اے سخت نادان خانہ خراب
ارے ہم سپاہی ہین زر کے غلام ‌ ‌ ‌ ہمارا نکلتا ہے پیسے سے کام
ہمین تو ہے دنیا مین کرنا نباہ ‌ ‌ ‌ نہین عاقبت پر ہماری نگاہ

سنکر باتین عمر کی حرؑ ہو گئے بیزار
غصے سے اونکا بدن کانپ اٹھا یکبار

ہوا ایک بیک حرؑ کا جب یہ حال ‌ ‌ ‌ کیا اوسکے بھائی نے تب یہ سوال
کہ بھائی بتا کیا ہوا تجکو اب ‌ ‌ ‌ ترے دل مین لرزہ کا ہے کیا سبب
شجاعت تیری سب کو معلوم ہے ‌ ‌ ‌ تیری تیغ کی ملک مین دھوم ہے
تعجب ہوا مجکو اس بات پر ‌ ‌ ‌ کہ دل مین ترے خوف ہے اسقدر
یہ کیا ہے کہ جون بید لرزان ہے تو ‌ ‌ ‌ ہراسان نہو مرد میدان ہے تو
دیا حرؑ نے اُس دم اُسے یہ جواب ‌ ‌ ‌ کہ بھائی مجھے کچھ نہین اضطراب
مگر مجکو غالب ہے خوف خدا ‌ ‌ ‌ مرے دل مین ہے خوف اسبات کا
کہ سنتے ہین ہے ابن حیدرؑ حسینؑ ‌ ‌ ‌ دو عالم مین بہتر سے بہتر حسینؑ
جو اوس پر ستم کیجیے بے گناہ ‌ ‌ ‌ تو ہوگا قیامت کے دن روسیاہ

میرا دل ہے اِس بات پر بیقرار — کہ اُس پر کرون جان اپنی نثار
تو دوزخ کی آتش ہو مجھپر حرام — ملے مجھکو خلدِ برین مین مقام
برادر کو دل کی حقیقت سُنا — نکل کر ہوا صف سے باہر کھڑا

حُر نے گھوڑے کو چلا جائے لیا میدان
دیکھا اُس مردود نے دل مین ہو حیران

ہوئی حُر کے جب عزم کی پھر خبر — مخاطب ہو تب اُس سے بولا عمر
کہ تو مرد ہُشیار ہے جلد جا — مرے پاس سمجھا کے تو اسکو لا
یہ سُنتے ہی صفوان گھوڑا بڑھا — مقابل ہوا حُر کے اور یہ کہا
کہ یہ کیا حماقت ہے اے بیخرد — کوئی حکم آقا کا کرتا ہے رد
سنا سب ہے جسکا نمک کھایئے — اُسی کی رفاقت مین مرجایئے
تیرے حق مین یہ بات بہتر نہین — کوئی جرم اسکے برابر نہین
دیا حُر نے اس طرح اُسکو جواب — کہ صفوان نے کھا کے بس پیچ و تاب
کیا وار نیزے کا اُس شیر پر — ہنر سے اُسے حُر نے پھر روک کر
شتابی سے گھوڑی کو اپنے بڑھا — لیا خانہ زین سے اُسکو اوٹھا
گھوما کر جو مارا اُسے بر زمین — جہنم مین داخل ہوا وہ لعین
عمرِ سعد کی فوج مین غل پڑا — کہ صفوان بن خطبہ مارا گیا
سپاہی عمر کے ہراسان ہوئے — دلون مین بہت اپنے لرزان ہوئے

بھائی نے جب حُر کا دیکھا یہ احوال
بھائی کو سب کھلگیا اُسکا صدق مقال

یقین ہو گیا اُسکو بے اشتباہ — کہ بھائی چلا دین احمد کی راہ
کہا اپنے دل مین کہ اب واقعی — کرون اپنے بھائی کی مین ہمرہی
لڑائی کے حیلے سے گھوڑا بڑھا — ہوا پاس بھائی کے آکر کھڑا
پھرا دین کی راہ پر باگ موڑ — دیا اُس ضلالت کے رستے کو چھوڑ
وہان سے چلا حُر جو بھائی کو لے — گرا آکے قدمون پہ شبیر کے
کیا عرض اے سرور نامدار — غلامی مین حاضر ہے یہ جان نثار
اگرچہ گنہگار ہون روسیاہ — ولے ذات پر اپنی رکھو نگاہ
کرو یہ مری معذرت سب قبول — کرم سے برائے خدا و رسولؐ
جو پہلے تمھارے مقابل ہوا — وہ مین ہی بد اندیش نا اہل تھا
ارادہ مرا ہے یہ اب بیشتر — گنواؤن تمھاری رفاقت مین سر
خوشی سے مجھے حکم ہو جنگ کا — کرون تیغ بازی مخالف پہ جا
کہا حُر سے یون سرور دین نے تب — کہ واللہ راضی ہون مین تجھسے اب

لیکن میرے جیتے مرنے کا کیا کام
تو میرا مہمان ہے کرلے تو آرام

کوئی دم مین فوج ستمگار سے — اسی کھیت مین سب جماعت سے کٹے
گیا حُر سے پھر بھی وہی التماس — ہوا شاہ کو اوسکی خاطر کا پاس
شہ دین کے ہر چند دلمین نہ تھا — مگر اوسکو ناچار رخصت کیا
چلا رن کو ہو شاہ سے سرخرو — شہادت کی رکھتا تھا وہ آرزو
بہت زور کے ساتھ گھوڑا بڑھا — ہوا جا کے میدان مین وہ کھڑا

کیا کوفیون سے مبارز طلب
گیا بیٹھہ اُس فوج مین ایکبار
بڑھا تیغ بازی مین جب وہ دلیر
جوانان لشکر ہراسان ہوئے
امام زمان نے جو دیکھا ادھر
لگا اپنی آنکھون سے اسکی رکاب

نہ آیا کوئی سامنے اُسکے جب
جہنم کو پہونچے بہت نابکار
لگا سے چپ و راست مُردونکے ڈھیر
پیادون کے دل لبکہ لرزان ہوئے
وہان کھینچ گھوڑا اسے جلد تر
اُترا پھر وہ گھوڑے سے اور شتاب

گھسکر بائین داہنے خوب کری تلوار
پڑا نہ کوئی سامنے ادہمدم پھر نہار

جو دیکھا لڑائی مین وقفہ پڑا
یہ چاہا کہ جی بھر کے دیکھون جمال
پڑی کان مین غیب سے یہ ندا
تجھے لینے آئی ہین حورین تمام
سنی حُر نے جسدم یہ آواز غیب
کہا دل مین افسوس قسمت کا پھیر
نہ کچھہ ہوئی خدمت ادا اسکی
غرض کام تقدیر پہ چھوڑکر
مودب ہو کہنے لگا یا امام
ولیکن غضب ہے تمہارا فراق
شہ دین نے سنکر دیا یہ جواب

ارادہ کیا شہ کے دیدار کا
بسا تھا یہی دل مین اُسکے خیال
کہ اے حُر تو میدان سے اب بچا
شہادت کو قربت کا لائی ہین جام
ہوا ہجر کی فکر سے سر بجیب
نہ دیکھا شہنشاہ کو خوب سیر
جدائی کی ساعت ابھی آ گئی
شہ دین کی جانب سے منہ موڑ کر
کہ جنت کو ہوتا ہے رخصت غلام
نہایت مرے دل کے اوپر ہے شاق
کہ اے حُر اب آتا ہون مین بھی شتاب

نہین دیر سیج جاننا یہ کلام
ہر اجا کے کنبے سے کہنا سلام

اوسکی یہ گت دیکھکر غمگین ہوئے حسین
چھاتی پھاٹی درد سے آنسو آ گئے نین

ہوئی ختم جبدم یہ گفت و شنود
محمد پہ اور اونپہ پڑھ کر درود

چلا اپنے گھوڑے پہ وہ شیر دل
ہوا فوج اعدا کے پھر متصل

کیا میمنہ میسرہ ترک و تاز
نہ نکلا کوئی سامنے نیزہ باز

لکھا ہے کہ غازی شہادت طلب
گیا فوج کے قلب مین پیٹھ جب

اکیلا ہزارون سے کرتا تھا جنگ
پڑے جسطرح آہوؤن مین پلنگ

وہ شمشیر بازی مین مشغول تھا
کہ خنجر بہت اسکا مصقول تھا

کیا ایک نے اسپر نیزے کا وار
سنان ہوگئی پیٹھ کو توڑ پار

چلی تیغ حر جبکہ مردود پر
گئی فرق سے پشت زین تک اتر

ادھر وہ گرا اور ادھر یہ گرا
لیا حر نے تب نام شبیر کا

شہ دین گئے جلد گھوڑا بڑھا
لے آئے اسے کھیت مین سے اٹھا

لیا شاہ نے گود مین اوسکا سر
دیا باندھ رومال بھی زخم پر

پڑی تھی جو زخمون پہ اسکے خاک
وہ کی آستین عنایت سے پاک

یہ حر جب [illegible] تو کوئی بے وطن
ساتھ تھا سب کے آگے ابھی جلد حسین

کہا حیف صد حیف ہے ہے فغان
غریبون کا مہمان تھا یہ جوان

ہماری جو قسمت مین ہے بیکسی
تو اوسکی بھی آخر یہی گت ہوئی

عجب حال تھا شاہ کا اُس گھڑی — کہ تھمتی نہ تھی آنسوؤنکی جھڑی
غرض اونکا دل اوسپر مصروف تھا — دل و جان سے دیتے تھے اسکو دعا
کہ یارب اِسے بخشدے لا کلام — بحق محمد علیہ السلام
لکھا ہے کہ وہ غش مین بیہوش تھا — اسے ماسوی اللہ فراموش تھا
یکایک وہ پھر آگیا ہوش مین — نظر کر کے سر شہ کی آغوش مین
ہنسا اور کہا یا شہنشاہ دین — کہو مجھ سے راضی ہوئے یا نہین
یہ سُنکر شہ دین نے شفقت کے ساتھ — سر حر پہ پھیرا عنایت سے ہاتھ
کہ اے یار تو ہے بڑا باوفا — مین ہون تجھ سے راضی نہین ہون خفا
اقارب میرے سب رضامند ہین — خدا اور محمد بھی خورسند ہین

سب باتین کانون سے سُنی جو کچھ کہی بادشاہ — کلمہ پڑھکر حُر نے لی بس جنت کی راہ

قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون

مجلس ہشتم دربیان واقعہ شہادت امام قاسم صلوات اللہ علیہ

عزیزو ستم یہ ہے جیسا ہوا — ابھی تک نہ دنیا مین ایسا ہوا
کٹے بیاہ کے دن جو نوشہ کا سر — بنے غمکدہ اوسکی شادی کا گھر
یہ لکھتا ہے راوی رنگین بیان — کہ ابن حسن قاسم نوجوان
چچا پاس آیا کمر باندھکر — کیا عرض خدمت مین با چشم تر
نہین اب مجھے صبر کرنے کی تاب — کہان تک مین دیکھا کرون یہ عذاب
کہ حضرت کے بھائی بھتیجے و یار — سبھی کر چکے جان اپنی نثار

کرو حکم اب مجھکو میدان کا — کہ اب وقت آیا میری جان کا
ہوئے قتل جب رن میں سب اقربا — رہا لطف کیا گر میں تنہا رہا
سنی شاہ نے جب بھتیجے کی بات — کیا اُس جوان پر بہت التفات
بدل پیار اوسکو بہت سا کیا — لگایا گلے اور بوسہ دیا
کہا قاسم اس قصد سے درگذر — میرے جیتے جی یہ ارادہ نکر

میرا جب سر کاٹ لیں ظالم بدکردار
تجھے بنے سو کیجیو پھر تو ہے مختار

مجھے دیکھ ہوتا ہے دل کو قرار — کہ میرے برادر کا ہے یادگار
نہیں داغ بھائی کا ویسے گیا — تو اب داغ دیتا ہے اُسپر بنا
ہوئے سنکے یہ بات قاسم حزین — کہ ملتی مجھے رن کی رخصت نہیں
گیا بیٹھ مغموم خیمہ میں آ — اسی فکر میں غرق بیٹھا وہ تھا
کہ بابا کی بات اسکو یاد آگئی — رہے اونکے مرنے کے دن تھی کہی
یہ کی تھی وصیت کہ جان پدر — پڑے جسگھڑی تجھپہ دکھ بیشتر
یہ تعویذ اوسوقت پڑھ لیجیو — لکھا ہے جو اُسپر عمل کیجیو
غرض وہ جو تعویذ بازو پہ تھا — اوسے کھولکر جلد پڑھنے لگا
یہ مطلب تھا اوسکا کیا جو خیال — کہ ہو جسگھڑی کربلا میں قتال
چچا پر تو جان اپنی کرنا فدا — وہ جو کچھ کہے اوسکو لانا بجا
یہ مضمون پڑھتے ہی تعویذ کا — چچا پاس جلدی وہ دوڑا گیا
کہا لکھا میرے باپ کا دیکھ لو — یہ ہے خط حضرت چچا جان اسکو پڑھو

	پڑھ کر بھائی کا لکھا سو آہین بھر بھائی اپنا یاد کر روئے زار و نزار	
کہ بھائی نے مجھسے بھی تھا یہ کہا		لیا پھر بھتیجے کو چھاتی لگا
ارادہ ہے اب اوسکو لاؤن بجا		تیری بات پر مجکو یاد آگیا
شتابی سے خیمے کے اندر گئے		یہ کہکر بھتیجے کو ہمراہ لے
جو مرنے سے اوسوقت [illegible]		کئے جمع سب گھر کے چھوٹے بڑے
بھتیجی کو جلدی بناؤ دولھن		کہا پھر یہ زینبؑ سے سن لو بہن
کہ آج شادی تیرے بیٹے کی		کہا ماں سے قاسمؑ کی جاکر یہی
کہ بھائی حسنؑ نے یہی ہے لکھا		اُسے سہرہ باندھو وہ دولھا بنا
کیا بیاہ کا اونسے سامان سب		سُنی بات بھائی کی زینبؑ نے جب
نہ کھانا کسی قسم کا کچھ دیا		ولیکن نہ پانی نہ شربت کیا
نہ شربت ملا خون دل کے سوا		بجز غم وہان اور کھانا نہ تھا
شرابِ خون مین ہوتا تھا نوحہ کا راگ		نبی کا جو گاتے تھے بسمل سہاگ
برانی چھوڑاتے تھے باختیار		وہان آ کے تھے ہوائی انار
	چھاتی اور سر پیٹنا کرتا تھا یہ شور جیسی یہ شادی ہوئی ایسی ہوئی نہ اور	
بھتیجے کی شادی سے پا کر نجات		غرض کیا کہون ہے نہ کہنے کی بات
جگر سوختہ دیدۂ تر حسینؑ		گئے اُٹھکے خیمے کے باہر حسینؑ
نظر کرتا تھا اُسپہ حسرت کے ساتھ		لیا ہاتھ مین اپنی بی بی کا ہاتھ

تصور جو دلہن بچھڑنے کا تھا | تو اسمین غم سے کرتا تھا آہ و بکا
دلہن بھی اُدھر اُسکی تھی بیقرار | کہ گھونگھٹ مین روتی تھی زار و نزار
یکایک اسی حال کے درمیان | مقابل ہوا لشکر کوفیان
پکارا کہ ابن علیؑ کیا ہوا | لڑائی مین کیونکر یہ وقفہ ہوا
کہو رات سے کیا ہوا ہے تمھین | نکلتے نہین ہو جو میدان مین
مبارز کوئی تم مین باقی نہین | ہوئے کس ارادہ یہ گوشہ نشین
یہ آواز سنتے ہی قاسم اوٹھا | وہ خیمے کے باہر نکلنے لگا
پکڑ اُسکے دامن کو دولھن نے تب | کہا ہائے کرتے ہو یہ کیا غضب
مجھے چھوڑ کر تم ہو جاتے کدھر | میری تم سوا کون لے گا خبر

چھوڑ چلے دن بیاہ کے کہون کہا کی ریت
وہی کہاوت کر چلے جو گئی کس کے میت

دیا اُسکو نوشہ نے پاسخ وہین | کہ لکھا مقدر کا مٹتا نہین
ہمارے نصیبون مین یہ تھا لکھا | کہ اس طرح آپسمین ہونگے جدا
میرا چھوڑ دامن کہ ہوتی ہے دیر | چچا کو لیا ہے لعینون نے گھیر
چچا اس مصیبت مین حیران ہے | اُسے دکھ ندون جبتلک جان ہے
کرون جان اپنی جو اوس پر فدا | کہے مجکو بابا میرا مرحبا
بچچا کا ہمین ہے سہارا بڑا | وہ جیتا رہے مین رہا نا رہا
بچچا ہم غریبون کا سردار ہے | خدا اُسکے دم کا نگہدار ہے
مجھے رن کو جانا ضروری ہے اب | سر اپنا کٹانا ضروری ہے اب

نرد کو کہ ہین مدعی منتظر
یہ سنتے ہی دولہن ہوئی بیخود اس
کہ مجھکو بتاؤ کچھ اسکا نشان
شتابی سے دولہانے اسباب پر
سُنایہ سخن جسگھڑی دردناک
یہ احوال اُن دونون کا دیکھکر
بہت وائے ویلا ہوا جس گھڑی
اُنھین روتے چھوڑا اُسی طور پر
یہی آرزو تھی مجھے بیشتر
سُنے جب بھتیجے کی بین
کہا دل مین افسوس اب کیا کرون
اُٹھایا بہت دیر کے بعد سر
لیا پیار سے اُسکو چھاتی لگا
کہ رن مین سر اپنا کٹا دیجیے

قیامت مین ہوگی ملاقات پھر
کیا اُسنے دولہا سے یہ التماس
اگر بھائیون مین تمکو کیونکر یہان
دکھائی اُسے آستین پھاڑ کر
گریبان کیا اپنا دلہن نے چاک
سبھی رو اُٹھے پیٹ کر اپنا سر
قیامت سے بڑھکر قیامت مچی
سر ایخون سے نکلا کمر باندھ کر
کہ مین بھی چلون سب گئے ہین جدھر
ہوا رنج اشکون سے بھر لائے نین
دلہن کا مین کیونکر ادا کرون
بہرحال راضی ہو تقدیر پر
کہا جو یہی تھا ترا مدعا
کہ جانکو نہ اندوہگین کیجیے

کہتا ہون مین اُسے بیتاب ہو اسیر دھیان
آستین پھاڑ کے ملے مجھے پہچان

چلے اپنے ہاتھون سے تم گور مین
ازان بعد کر نعرۂ سوزناک
کفن کی طرح اوسکو پوشش بنا

مصیبت مین چھوڑا اکیلا ہمین
گریبان کیا اُس نوبلی کا چاک
کہا مرنے جاتا ہے اسطرح جا

کی شمشیر اپنی عنایت اُسے — گیا رن کو اسطرح رخصت اُسے
چلا وہ جوان مرد میدان کو — یہان روتا یہ چھوڑا چچا جان کو
گیا بیٹھ لشکر مین شیر عرین — جہنم کو بھیجے بہت سے لعین
پڑا فوج اعدا مین از بس ہراس — کسی کے نہ قائم رہے ہوش و حواس
نہ آیا کوئی سامنے اُسکے پھر — بہت دیر تک وہ رہا منتظر
عمر سعد ملعون ششدر رہوا — وہ ارزق جو شامی تھا اُس سے کہا
کہ تو شامیون مین بڑا مرد ہے — تجھے کیا ہوا آج کیون سرد ہے
تعجب ہے تو دیکھتا ہے کھڑا — گر اس ہاشمی کا تو اب سر جدا

بولا وہ مردود جب مجکو کیا ہے ننگ
اس لڑکے سے کیا کرون بھلا کہو مین جنگ

مگر مین بیٹے مرے شیر مین — نہایت جری اہل شمشیر مین
کوئی ایک بیٹے سے جائے اگر — کرے قتل اس طفل کو جلد تر
غرض تھے وہ ناپاک طالع زبون — مین تینون لعینون پہ لعنت کرون
ہوا سامنا شاہ قاسمؑ کا جب — جہنم کو پہونچے پس و پیش سب
اُٹھا پھر تو تینون خبیثون کا باپ — مقابل ہوا شاہزادے کے آپ
کیا شاہزادے نے ایک ایسا وار — کہ پہونچا جہنم کو وہ نابکار
اُسے مار کر قاسم ابن حسنؑ — عمر پاس آیا یہ کہتا سخن
کہ سنتا ہے اے سعد کے بدگہر — ذرا حق کیجانب بھی کر تو نظر
ملے پانی پینے کو دریا تھین — میسر نہوا ایک قطرہ ہمین

ہمین پیاسے گذرے ہین اب تین دن — کہ ہونٹھون پہ آیا ہے جی اب بن
ہوئی ہم غریبون سے بے کیا خطا — جو سمجھے ہو یہ ظلم ہم پر روا
تیرا باپ خادم اسی گھر کا تھا — نہین تجکو اس بات کی کچھ حیا
نبی علی کے جگر ہین پیاسا ہین نثار
محشر کے دن پیاس سے ہوگا تو ناچار

عمر نے کہا راست ہے یہ کلام — ولیکن ہمین چاہیے وہ امام
کہ جسکے یہان ہو بہت ملک و مال — رفیقون کو بخشش سے کردے نہال
تمھاری جو بیعت کرین کیا کہو — نہ تم آب و دانہ سے محتاج ہو
ہم اُس چشمۂ فیض کے ہین مرید — کہ لیتے ہین سب نام اُسکا یزید
ہمارے رفیق اُس سے ہین کامیاب — نہین اُس سے برعکس ہوتا صواب
تمھین قطرۂ آب ہرگز نہ دین — یہی حکم ہے اُسکا ہم کیا کرین
اگر بیعت اُسکی کرو تم قبول — تو ہون اب سب مطالب تمھارے حصول
تبسم کیا سُنکے قاسم نے جب — بہم جا بجا پھر حاضر ہوے باادب
کہا تشنگی سے تڑپتی ہے جان — نہین بات کہنے کی تاب و توان
کہین اب ملے بوند پانی اگر — تو کر لون مین اپنے ذرا ہونٹھ تر
کہا رو کے سب در سے پانی کہان — شہادت کا شربت کرو نوش جان
کرو صبر اب تم ذرا ایک دم — ملیگی تمھین راحت اے جان غم
لیکن اماں کو تیری تجھ بن نہین قرار
خیمے مین جا کر ذرا دکھا دے دیدار

پھر اُسوقت قاسم جو گھر مین گیا — تسلی ہوئی بیبیون کی ذرا
کوئی گرد اُسکے تصدق ہوئی — بلائین کوئی اُٹھکے لینے لگی
اُسے دیکھکر مان مین جان آگئی — گلے سے لگا کر یہ کہنے لگی
کہ بیٹا ہمیشہ سلامت رہو — بصد جاہ و اقبال و حشمت رہو
اُٹھا رن کی جانب سے ناگاہ شور — سمجھ کر چچا پر غنیمون کا زور
چلا رن کو پھر قاسم نوجوان — سبھی گھر مین روتی رہین بیبیان
گیا آکے باہر چچا کو سلام — کہا تیر الائی قضا اب پیام
کہ کر جان اپنی چچا پر فدا — تمہارا نگہبان ہے اب خدا
یہ کہکر گیا قصد میدان کا — نہ تھمتا تھا آنسو چچا جان کا
گیا فوج مین بیٹھ گھوڑا اُٹھا — جہنم کو بھیجے بہت بے حیا
ہوا تیغ بازی مین گرم اسقدر — کہ آیا نہ ہرگز کوئی داؤن پر
کھڑے ہو رہے سب لعین بھاگ دور — بدن اُنکا زخمون سے تھا چور چور

دیکھ عمر کہنے لگا یارو سنو کلام
پوتا ہے اُس شیر حیدر کا نام

نہین مصلحت تم جو اِک اِک لڑو — سبھی ملکے ایکبار حملہ کرو
غرض متفق ہوکے وہ ایک جا — ہوئے گرد قاسم کے سب بے حیا
لگے مارنے تیر تلوار سب — اکیلا اُسے پاکے ہے ہے غضب
بدن اُسکا زخمون سے قیمہ کیا — یہی اُسکے گھوڑے کا احوال تھا
اسی حال مین شیث نے دوڑ کر — کیا وار بھالے کا اُس شیر پر

ہوا بھالا قاسم کی چھاتی سے پار — گرا خاک پر ہاے وہ شہسوار
گرا جب زمین پر کہا آہ کر — کہ لیجو چچا جان میری خبر
یہ سُنتے ہی شبیر پہونچے وہان — بھتیجا پڑا تھا جہان نیم جان
جو دیکھا تو ہے شیث ملعون کھڑا — ارادہ ہے اُسکا کرے سر جدا
امام اُس ستمگار کو مار کر — بھتیجے کو لائے اُٹھا اپنے گھر
لگی پیٹنے دیکھ دُلھن اُسے — کہ ہے ہے ہوئی رانڈ دن بیاہ کی

ابن حسنؑ جب مر چکے باقی رہی یہ اس
دو لکھیا روتے یہ چھوڑ کر گیا خلد مین پاس

قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ط

مجلس نہم دربیان شہادت حضرت عباس علی ابن شاہ مردان کرم اللہ وجہہ

مجھکو ذرا دھیان رکھنا ادھر — یہ احوال بھی سُن لو تم کار ادھر
کہ جب قاسم ابن حسنؑ مر چکا — ہوے اور بھی قتل اُسکے سوا
لگے کہنے عباسؑ ابن علی — کہ اب تو نہین زندگی کچھ بھلی
مناسب یہی ہے کہ مین بھی مرون — یہ سر اپنا بھائی پہ صدقے کرون
غرض زندگی سے وہ ہو کر اداس — کمر باندھ کر پہونچا بھائی کے پاس
علم اُسنے پھر ہاتھ سے رکھدیا — ادب سے یہ بھائی سے اُسنے کہا
کہ بھائی نہین مجکو ہرگز قرار — پڑے ہین مرے دلمین غم کے شرار
میری یہ علمداری آخر ہوئی — قیامت کے دن پر مقرر ہوئی

لڑائی کی بخشو اجازت مجھے
ہوا ہین بہت سیر اس زیست سے
کئی طرح کے غم سے ہون مین حزین
مجھے اس بلا کا تحمل نہین
خرابی سے ہون چھوٹون اگر مین مرون
کہان تک یہ احوال دیکھا کرون
کہ ایک سمت بھائی بھتیجے و یار
پڑے ہین موے خاک پر بے دیار

ایک طرف کنبا سبھی مرتا ہی بن نیر
تین روز گذرے ملا نا اصغرؑ کو شیر

تمہارا عجب حال ہے یا حسینؑ
کہ ہرگز نہین تمکو ایک لحظہ چین
مجھے زندگی اب سہاتی نہین
بجز مرگ کچھ بات بھاتی نہین
یہ سنتے ہی شبیر رونے لگے
کہا کہ اے عباسؑ تم بھی چلے
سمجھتا تھا دل مین مین دائم یہی
کہ عباسؑ بھائی ہے قائم ابھی
کسی بات کا خوف دل مین نہ تھا
کہ از بس بہادر ہے بھائی میرا
سو تمنے بھی مرنا مقرر کیا
مصیبت مین مین ہی اکیلا رہا
نہ تھی مجھکو اس دن کی کچھ بھی خبر
کٹینگے میرے بعد کس کس کے سر
رضاے خدا ہے اسی مین اگر
ہون مین بھی رضامند تقدیر پر
مبارک ہو جاے میرے غمگسار
ولیکن میرا تجھسے یہ ہے قرار
کہ اول نہ کھنا لڑائی سے کام
میرا کو فیون سے یہ کہنا پیام
جواب اسکا مجھکو سنا دیجیو
از ان بعد جو کچھ کہون کیجیو
یہ کہنا کہ بھائی نے ہے یہ کہا
کہ لازم نہین تمکو ہمپر جفا

وحشی سب سیراب ہوون ہم ترسین بن آب

تین روز گذرے ہمین کب تک سہین عذاب

ستم اب زیادہ نہ ہمپر کرو　　خدا اور پیمبر سے بھی کچھ ڈرو
کرو رحم پانی پلاؤ ہمین　　زیادہ نہ دیکھو ستاؤ ہمین
اگر راہ دو تو بہت خوب ہے　　کہ اب کوچ ہی ہمکو مطلوب ہے
نہین تمسے ہے پھر خصومت کوئی　　تمہاری خطا ہمنے سب عفو کی
ہمین اور کچھ تمسے دعوی نہین　　خدا اسکا شاہد ہے کر لو یقین
یہ احوال سب کہہ چکے جب امام　　چلے رنکو عباس لے کر پیام
کھڑے ہو کے اُس فوج کے روبرو　　پکارے کہ سنتے ہو ای کوفیو
ہمین آج تھوڑا سا پانی دو نیز　　کہ ہین جان بلب سب صغیر و کبیر
نہ دو دن دو دنیا کو اپنے برباد　　کرو تشنگی تم قیامت کی یاد
بسینگے کسی اور ہی دیس مین　　کرو راہ کہ یہ ملک چھوڑا تمہین
خدا کیا کرے گا نہین ہے خبر　　کہ وہ آیۂ قادر ہے سب چیز پر

ہے یہ تمہارا مدعا خلقت ہو گمراہ
مت مانو یا مانو ہم کرتے ہین آگاہ

جب ان ظالمون کے مقابل ہوئے　　تو یون اُنسے عباس قایل ہوئے
نبی کا نواسہ علیؑ کا پسر　　خدا کا ولی فاطمہؑ کا جگر
شہنشاہ دین دو جہان کا امام　　حسنؑ کا برادر حسینؑ اسکا نام
لکھے تھے جسے تمنے خط بارہا　　بلا کر وطن سے مع اقربا
اُتارا ہے اِس دشت کے درمیان　　تمہارا کئی دن سے ہے میہمان

سو تمسے عجب قدر دانی ہوئی — بڑی دھوم سے میہمانی ہوئی
کہ مارے سبھی اُسکے خورد و کلان — جو باقی ہین ہین پیاس سے نیم جان
بھلا کس کے مذہب مین ہے یہ روا — کہ مہمان سے کیجیے بُلا کر دغا
مجھے اُسنے بھیجا ہے تم پاس اب — کہا ہے سو کرتا ہون اظہار سب
غرض اپنے بھائی کا اُسنے پیام — مفصل سُنایا سبھون کو تمام

شور پڑا اس فوج مین سُنتے ہی یہ بات
اپنے فعلون پر نادم ہوے سب بدذات

مگر شیث ملعون باغی جو تھا — شمر بد گہر دوسرا بے حیا
عجب سنگدل تیرہ و نابکار — پڑے اُنکے دل مین غضب کے شرار
کہا سُنلو عباسؑ ابنِ علےؑ — نہین سر کشی تمکو ہم سے بھلی
جو کرتے اطاعت ہماری قبول — تو اس دکھ سے ہرگز نہوتے ملول
اگر اب بھی منظور بیعت کرو — تو پھر شوق سے آب دریا پیو
نہین تو اگر سب جہان آب ہو — ندین ایک قطرہ تمھین جو پیو
اگر کوچ کرنے کا ہووے خیال — چلے جاؤ تم کیا تمھاری مجال
یہی خوب ہے جو اطاعت کرو — ہوا سو ہوا اب یہ دُکھ مت سہو
کہو اپنے بھائی سے جا کر یہی — اسی بات مین ہے تمھین بہتری
پھرے سُنکے عباسؑ عالی وقار — کہا حال بھائی سے سب شرح وار
یہ سُنتے ہی سرور ہوئے پُر غضب — کہا کچھ ہماری نہین بھول اب

کہنا تھا سو کہہ چکے اب ہین ہم ناچار

پکڑے انگوٹھا میں قادر ہے مختار

مجھے فکر یہ ہے نہوں دوزخی ۔ کہ نانا کی امت میں ہیں یہ شقی
میرا کچھ نہیں زور تقدیر پر ۔ یہی کام تھا کر چکا میں خبر
مجھے خوف کچھ بھی نہیں جان کا ۔ تردد تھا صرف اُنکے ایمان کا
یہ کہکر لگے رونے شبیر تب ۔ کہ عباسؑ بھائی کرو جنگ اب
برا حال ناچار مرنے سے کام ۔ کہ میں کر چکا اپنی حجت تمام
ابھی ذکر آپس میں تھا اُس گھڑی ۔ کہ خیمے سے ناگاہ فریاد اُٹھی
شتابی سے عباسؑ اندر گئے ۔ کہا کیا ہوا سب یہ کہنے لگے
کہ ہیں جاں بلب تشنگی سے سبھی ۔ خصوصاً سکینہ کا جاتا ہے جی
اور اصغر بھی اسوقت بیہوش ہے ۔ بڑا التشنگی سے وہ خاموش ہے
نہیں بوند پانی میسر ہمیں ۔ جو اس جان کنی میں پلائیں انھیں
یہ سنتے ہی عباس روئے پکار ۔ کہا زندگی کا نہیں کچھ وقار
جو پانی میں لاؤں تو جینا بھلا ۔ نہیں تو ابھی اپنا دوں سر کٹا

مشک اُٹھا کر ہاتھ میں جلدی ہوئے سوار
پانی لینے کو گئے سب کہنے لگے غمخوار

روایت سے ثابت ہوئی ہے یہ بات ۔ نہ تھا کوئی دریا وہاں جز فرات
ولیکن بہت جمع تھے اہل کین ۔ موکل تھے اُس پر ہزاروں لعین
جو دیکھا تو آتا ہے وہ شہسوار ۔ ہوئے سدرہ اسکے وہ نابکار
کہا اُنسے عباسؑ غازی نے تب ۔ کہ یارو سنو ہے روا تمکو کب

کہ ہر ایک جاندار سیراب ہو / پیمبر کے کنبے کو پانی نہ دو
یہ ہرگز نہیں شیوہ اسلام کی / مسلمان اگر ہو کرو منصفی
وہ اس پیمبر کا لخت جگر / کہ کلمے سے جسکے ہوئے بہرہ ور
ہوا تمکو بھی پانی پینا حرام / کہ پیاسا رہے تین دن سے امام
تڑپتے ہیں اُسکے صغیر و کبیر / نہ اصغر کو پانی ملا ہے نہ شیر
نہ گھیرو میری راہ لینے دو آب / کہ ہوگا تمھیں حشر کے دن ثواب
یہ سُنتے ہی مردود ظالم ہنسے / اُسے طعن و تشنیع کرنے لگے
کہ اے سخت ناداں بکتا ہے کیا / یہاں بوند پانی نہیں لوٹ جا

زانو پر سر رکھ لیا روئے تب عباس
کہا سکینہ اب موئی پانی کی کر آس

گیا وہ عمّا مجھ سے اب دور تر / کہ پانی ہے تلوار کی دھار پر
وہ بیکس اسی فکر میں غرق تھا / کہ اتنے میں یہ ظلم ہونے لگا
پیادے کماندار صدہا جوان / کھڑے تھے مقابل جو اُسکے وہاں
لگے مارنے تیر سب نابکار / تو پڑنے لگی مینھ کی سی بھوار
ہوا مستعد دیکھ کر ماجرا / گویا نیند سے شیر غراں اُٹھا
لیا ہاتھ میں اپنے نیزہ سپر / اُٹھا باگ گھوڑے کی للکار کر
گیا ڈوب اُس غول میں آنکھ موند / ملا ایسے جیسے سمندر میں بوند
کئے قتل دم میں بہت سے لعین / گئے بھاگ باقی جو تھے اہل کین
ہوئی راہ کی جب صفائی کمال / دیا جلد گھوڑے کو پانی میں ڈال

ارادہ کیا مشک بھرنے کا جب — کیا گھیر آکر سواروں نے تب
سواروں کو وہ شیر نر دیکھکر — نکل اپنا گھوڑا کنارے اوپر
مقابل ہوا اُن پلیدوں سے آ — وہ تنہا ہزاروں پہ غالب رہا

حملہ کرتا جس طرف جاتے تھے سب بھاگ
پائی سے تلوار کے سرد ہوئی وہ آگ

کھڑا ہو کے چاروں طرف کی نظر — نہ تھا گرد اُسکے کوئی بد گہر
نصیبوں سے جانا فراغت کا وقت — یہ سمجھا غنیمت ہے فرصت کا وقت
کنارے سے پانی کے رکھا قدم — لیا ہاتھ میں تیغ کو کر علم
اُتر اپنے گھوڑے سے پانی بھرا — دھرا کاندھے پر مشک کو اور چلا
وہ پانی لگا آپ پینے جبھی — اُسے پیاس کنبے کی یاد آگئی
کہا حیف ہم کیسے پانی پئیں — کہ جب گھر کے سب لوگ پیاسے مرین
نہ سیراب جب تک ہو کنبا تمام — یہ پانی ہوا مجکو پینا حرام
غرض اُسنے پانی نہ ہرگز پیا — وہ پیاسا ہی گھوڑے کے اوپر چڑھا
سُنو مومنو اوسکی قسمت کا پھیر — کہ دریا میں پیاسا رہا وہ دلیر
لکھا ہے کہ نکلا وہ جب لیکے مشک — تو جاری ہوے اُسکی آنکھوں سے اشک
چلا لے کے پانی وہ سردار دین — ہوئے گرد اُسکے ہزاروں لعین
اکیلے کو پھر گھیر کر بے سبب — لگے مارنے تیر تلوار سب

تنہا اون میں ہو کھڑا کہتا واے دریغ
نوفل بے ایمان نے اُسکے ماری تیغ

گیا اُس کا گھوڑے پہ جب ہاتھ کٹ ‏ دھری مشک تب دوسرے پر پلٹ
پھر اُس بد گہر نے جو حملہ کیا ‏ کٹا ہاتھ مظلوم کا دوسرا
پکڑ مشک دانتوں سے وہ شیر نر ‏ چلا جلد گھوڑے کو مہمیز کر
لگا ناگہاں مشک پر ایک تیر ‏ ہوا چھید سب بہ گیا آب نیر
لگے اُسکے تن پر بہت زخم جب ‏ گرا رن مین گھوڑے سے ہے ہے غضب
نظر کی جو شبیر نے اُسکی جب ‏ کہا ہاے کیسی پڑی یہ بپت
کہ عباسؑ بھائی جو تھا ایک رفیق ‏ مصیبت مین ہم بیکسوں کا شفیق
سو وہ بھی چلا چھوڑ تنہا مجھے ‏ بس اب کون دیگا دلاسا مجھے
پیادہ ہوا اُس مکان سے رواں ‏ کنارے پہ دریا کے پہونچا وہان
جہاں ابن حیدرؑ تھا زخمی پڑا ‏ لگا لاش پر رونے ہو کر کھڑا

واے ستم ہے ہے غضب کٹ ری عباسؑ
کنب سارا رہگیا پانی کی کر آس

قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ؁

مجلس دہم در واقعۂ شہادت حضرت علی اکبرؑ
ابن امام حسینؑ صلوات اللہ علیہما السلام

محبو یہ احوال سنیو ذرا ‏ سناتا ہون اور ایک غم کی کتھا
کہ جاتا ہے مرنے کو ابن امام ‏ عزیزو علیؑ اکبر ہے اُسکا نام
نبوت کے گلشن کا ریحان ہے وہ ‏ ولایت کا سرو چراغان ہے وہ
خدا نے جسے نور سے سر بسر ‏ بنایا محمدؐ کی تصویر پر

ہوئی یون روایت سے معلوم بات — کہ اکبر پیمبر کے بعد از وفات
شبیہ پیمبر وہ مشہور تھا — مدینے کے لوگون کا دستور تھا
پیمبر کا ہوتا تھا جس کو الم — تو وہ چومتا اُسکے آکر قدم
جناب پیمبر کی تصویر سے — نہ تھا فرق کچھ ابن شبیر سے
سو اُسکی شہادت کا آثار ہے — سر اپنا کٹانے کو تیار ہے
روایت ہے عباس جیسے چچا — برادر یہ سر کو فدا کر چکا
ایک اکبر دوم اُنسے اصغر بچے — سوم تھے جو عابد وہ بیمار تھے
نظر کرکے سرور نے یہ ماجرا — بہت غم کیا اور کہا جو رضا

شاکر ہون تقدیر پر جا فز ہی یہ جان
حق کی مرضی ہے پھرون مجھے ہی کیا ملال

یہ کہکر ہوئے شاہ تیار جب — چلے جنگ کو ہو کے اسوار جب
علی اکبر آیا کمر باندھکر — کہا ایسے بابا چلے تم کدھر
نہ چھوڑون گا ہرگز تمھاری رکاب — مرے سب چلے ہی تم مرو کیا جواب
کہینگے سبھی لوگ مجکو بُرا — کہ بابا کی خدمت نہ لایا بجا
اسی بات مین ہے میری آبرو — جو بابا مرون مین ترے روبرو
کہا روکے سرور نے اے نور عین — نہین چاہتا ہے یہ ہرگز حسین
مناسب نہین ہے یہ بیٹے کے ساتھ — کہ بیٹے کا دے آگ مین باپ ہاتھ
کہیگا نہ مجھے کون اسمین بھلا — مرے سامنے تو کٹا نے گلا
ہوئے سُنکے اکبر نہایت حزین — کہ ملتی مجھے رن کی رخصت نہین

لگا رونے اور پانؤن پر سر دھرا — کہ بابا تم رو کو برائے خدا
شتابی مجھے رن کو رخصت کرو — یہ ہوتا نہیں مین جیون تم مرو
مرے بعد مختار ہو اے پدر — وے ہون مین جب تلک [illegible]

بابا تم جیتے رہو سب گھر کے سردار
جو ہم سے لاکھون مرین تو بھی نہین نثار

یہ سنتے ہی بابا ہوئے بیقرار — لگے رونے اسوقت بے اختیار
ہوئی انکو معلوم اسدم یہ بات — کہ بے شک لڑے گا یہ عالی صفات
یہ تقدیر سے اپنی ناچار ہے — یہ اب زندگی سے بھی بیزار ہے
مقرر کیا اپنے دل مین یہی — کہ جو کچھ رضا ہے وہی ہو وہی
قضا اسکی آئی ہے تقدیر سے — کوئی روک سکتا ہے تدبیر سے
کیا پیار بیٹے کو چھاتی لگا — کہا ہائے دلبند تو بھی چلا
ہوا تجھکو دیکھو لگا کس آنکھ سے — ترے بعد اکبر کہون گا کسے
اٹھارہ برس سے ہے پالا تجھے — تری نوجوانی کا غم ہے مجھے
غرض کیا کہون جسطرح ہو سکا — اسے چار و ناچار رخصت کیا
وہ نو عمر رن کو لگا جانے جب — سنی اسکی امان نے یہ بات تب
کہا رو کے ایجان مادر نہ جا — مجھے چھوڑ کر تو کہان اب چلا

ہے ہے اکبر لاڈلے مت جا رن کی اور
ظالم تجھکو مار لین پے چلے نہ میرا زور

مری جان مجھسے نہ ہو تو جدا — مرے پاس رہ تو برائے خدا

پکڑ اُنکا دامن کھڑی ہو رہی
یہ کہتی تھی جانے نہ دونگی کبھی

پچی پھوپھیان اور سبھی بیبیان
کھڑی گھیرے تھین اُسکو زاری کنان

علیؑ اکبر افسوس رونے لگا
تو شبیرؑ نے آہ بھر کر کہا

نہ گھیرو اِسے چھوڑ دو جلد تر
کہ در پیش ہے آخرت کا سفر

یہ سنتے ہی سب رو اُٹھین ایکبار
لگے رونے سرور بھی زار و نزار

علیؑ اکبر اُسوقت تب رہو
شتابی سے گھوڑے پہ اسوار ہو

کیا جھک کے اپنے بڑونکو سلام
دعا کرکے چھوٹون کو لے حق کا نام

چلا رن کو روتا ہوا باگ موڑ
اُسی طرح کنبے کو ماتم مین چھوڑ

ہوا آکے میدان مین جب کھڑا
لعینون سے کی پہلے حجت ادا

نہ تا کسی نے کہا اُسکا تب
کیا کوفیون سے مبارز طلب

کہا کچھ نہین اختیار اب مرا
مجھے چار ناچار لڑنا پڑا

کہنا تھا سو کہہ چکا حجت ہوئی تمام
آؤ کیا اب دیر ہے کرلو اپنا کام

اُسے دیکھکر سب تعجب مین تھے
کوئی دم تحیر سے چپکے رہے

لگے کرنے آپسمین سب قیل و قال
کہ تحقیق اُس نوجوان کا جمال

پیمبرؐ کی یہ شبہ ہے بالیقین
خدا کی قسم کچھ تفاوت نہین

کوئی رو اُٹھا کر محمدؐ کو یاد
کوئی ہو گیا دیکھکر اُسکو شاد

کہا آج آئے محمدؐ نظر
گیا جب سے ہے اس جہان سے سفر

کوئی اپنے فعلون پہ نادم ہوا
کوئی طعنہ تشنیع کرنے لگا

کہ اے بیوقوفو یہ کیا بات ہے — ہمارے پیمبر کی یہ ذات ہے
کہ اسکے برابر نہین دوسرا — نہین ہمکو یہ وہم ہرگز روا
نہ زنہار دل مین کرو یہ خیال — محمد کی اس سے نہ دو تم مثال
کسی نے کہا ہائے کیا کرتے ہو — پیمبر سے اسکو جدا کرتے ہو
کہ سب یہ محمد کی اولاد ہین — حدیثون کے مضمون بھی کچھ یاد ہین
کوئی بول اٹھا یاد قرآن ہے — کہ اس مین اسی طرح فرمان ہے

ثابت ہے قرآن سے کہا خدا نے آپ
نہین محمد مصطفے کسی ایک کا باپ

کوئی شخص قرآن سے بول اٹھا — کہا سامنے کس کے ہو یہ روا
کسی نے کہا ہے نبی بے خبر — ہمارا ہے مذہب اُسی قول پر
شریعت کے احکام ارکان سب — خلایق مین جاری ہین اسکے سبب
جو کچھ صدق سے چال میری چلا — وہ بیشک مری آل ہے برملا
محمد کا فرمان یون ہو چکا — خدا نے اولی الامر منکم کہا
یہ جو لمان مسلمان ہو تم اگر — خدا اور محمد پر رکھو نظر
ہم اُس حشمہ فیض کے ہین مرید — کہ ہے نام مشہور جس کا یزید
طریق محمد کا سالک ہے وہ — سریر خلافت کا مالک ہے وہ
بھلا کس طرح اُس سے اب ہم پھرین — کسی اور کی کیون اطاعت کرین
غرض اپنے مطلب کو پابند کر — حدیثون سے آیت سے دی ہے خبر
بچانے دیا ہاتھ سے وہ طریق — اُسی راہ بد مین رہے سب غریق

قال اللہ تعالی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

بہر حال قائم رہے اہل حشر   لشہ ارشدت اخر شکی در گذر

یا رو میں حیران ہوں کرونگ الفات
اتنے پر ایمان کا کرے نہ کوئی لاف

کہان تک کرون اسکی جراءت بیان   کہ جو کچھ ہے ہو بہو ہے عیان
اُسی بات کا ذکر کرتا ہوں اب   کہ اکبر کھڑا ہے شہادت طلب
وہ دادا کے ملنے کا مشتاق ہے   توقف اُسے اب بہت شاق ہے
اُسے دیر ہوتی ہے جانے کو اب   قضا آچکی ہے بلانے کو اب
روایت ہے اکبر جو میدان میں   کھڑا تھا بدل جنگ کے دھیان میں
بڑی دیر سے تھا اسے انتظار   کہ آئے مبارز کوئی روبکار
بہت اُسنے ہرچند نعرہ کیا   نہ آیا کوئی سامنے بے حیا
کہا تب کہ سنتے ہو اے کوفیو   لڑائی ہے یا صلح کھل کر کہو
اگر جنگ ہے میں بھی تیار ہوں   جو ہے صلح لڑنے سے بیزار ہوں
دیا ظالموں نے اُسے یہ جواب   کہ اب آشتی کا نہیں کچھ حساب
لڑیں اسطرح ہم کہ معلوم ہو   دو عالم میں جس جنگ کی دھوم ہو
ولیکن نہ آیا کوئی روبرو   کھڑے صف میں کرتے تھے گفتگو

اکبر نے یہ بات سُن گھوڑے کو للکار
صف کے اندر پیٹھکر خوب کری تلوار

بہت نابکاروں کو گھائل کیا   بہت کو جہنم میں داخل کیا
ہوا معرکہ یہ عجب طور کا   اکیلے کو گھیرا لبعد جور آ

زبس دوڑتے تھے ہزاروں سوار
زمین سے گیا آسمان تک غبار

کروں کیا بیان اُس لڑائی کی بات
کہ جنگاہ مین ہو گئی دن کی رات

ہوئی تھی اکیلے کے سر پر یہ دھوم
کہ تھا چار سو دشمنوں کا ہجوم

دلیری سے لڑتا تھا ابن حسینؑ
ولیکن نہ تھا پیاس سے جی کو چین

عیان ہے کہ گذرے اُسے تین دن
شب و روز تڑپا کیا آب بن

مزید برآن محنت جنگ ہو
بھلا کسطرح پھر نہ وہ تنگ ہو

وہی مصطفےٰ کا تھا آرام جان
جو ایسی بلا مین رہا شادمان

وگرنہ بجز اہل سبط نبیؐ
نہین تاب و طاقت کسی اور کی

کہ سر پر اُٹھائے وہ بار ستم
کرے صبر راضی رہے دمبدم

نبیؐ نے علیؑ کو وصیت جو کی
مقدم یہی صبر کی بات تھی

آگے ہی سے تھی یہی اُسکے گھر کی چال
مرنا بستی راہ مین ٹھہرا ہی جنجال

غرض وہ جوانمرد ایسا لڑا
کہ تنہا ہزاروں پہ غالب رہا

زبس اُس نے ماری بہت سی لعین
ہراسان ہوئے جنگ سے اہل کین

گئے کھیت سے بھاگ چاروں طرف
کھڑا رہ گیا شاہ دین کا خلف

جو دیکھا کہ میدان خالی ہے اب
یہ فکر کیا اپنی خاطر مین جب

یہ اُسوقت چاہا کہ گھر کو چلوں
ذرا اپنے کنبے کو پھر دیکھ لوں

نہین یہ خبر پھر خدا کیا کرے
یہ جان تن مین باقی رہے نا رہے

یہی سوچ کر دل مین وہ شیر نر
چلا اور داخل ہوا اپنے گھر

گیا جا کے خیمے مین شہ کو سلام کیا اپنے بابا سے پھر یون کلام
کہ بابا نہین پیاس سے جی کو چین بُرا حال ہے اب مرا یا حسین
اگر مجکو پانی ملے ایک جام تو ان کافرون کا کرون قتل عام
یہ سُنتے ہی بابا نے بس رو دیا لگے کہنے بیٹے کو چھاتی لگا
کہ پانی کہان ہاے جانِ پدر نہین دیر بیٹا ذرا صبر کر

دادا تیرا مرتضےٰ لیے کھڑا ہے آب
اکبر اب تم ہو گئے وہان کوثر سے سیراب

یہ کہکر چھڑائی بہت پیار کر لگی تھی جو خاک اسکے رخسار پر
منگا کر پیمبر کی انگشتری بزرگ کے طور اُنکے گھر مین جو تھی
شتابی سے دی اُسکے منھ مین ڈال ہٹا اس سے کچھ پیاس کا اختلال
کہا آپنے اُس سے جانے کو پھر چلا رن کو وہ سر کٹانے کو پھر
پھر اُسوقت رونے لگین بیبیان ہوا گھر مین ماتم سے شور و فغان
غرض سب کو روتا ہوا چھوڑ کر چلا رن کو ہر اک سے منھ موڑ کر
ہوا جا کے میدان مین وہ کھڑا لکھا ہے کہ طارق لعین سے لڑا
بہر حال بدبخت کو مار کر گیا فوج مین ڈوب للکار کر
جہنم مین داخل کیے ساٹھ اور ہوا فوج کا پھر تو کچھ اور طور
چلے وار اُس پر جو یکبارگی لگے زخم اتنے نہ گنتی رہی
گرا ہاے گھوڑے سے وہ چور ہو پکارا کہ بابا مجھے لیجیو
شتابی سنے بابا جو ہو بے توان لے آئے اُٹھا گود کے درمیان

بسمل اُسکی لوتھہ پر کرتے تھے فریاد
احمدؐ ثانی اُٹھہ گیا ہے اب بیداد

قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ط

مجلس یازدہم در واقعہ شہادت حضرت علی اصغرؑ بن حسینؑ بن علیؑ صلوٰۃ اللہ علیہ والسلام

سنیں سب کہ موقع ہے فریاد کا — سنا ظلم اُس فوج جلاد کا
نہ دیکھی کہیں آج تک یہ جفا — جو چھہ کو فیون نے کیا برملا
کہ مارے گئے ہمشیر فرزند سب — گیا صاحب وحی پر غضب
جو اصغرؑ تھا فرزند شبیرؑ کا — لکھا ہے کہ وہ چھہ مہینے کا تھا
اُسے بھی نہ چھوڑا العینون ذی آہ — کیا قتل بچے کو بھی بےگناہ
یہاں راوی معتبر ذی صفات — یہ لکھتا ہے اُس بچے کی واردات
کہ جس وقت اکبرؑ علی مر چکا — فدا اپنے بابا پر سر کر چکا
ہوا شاہ کے دل پہ ازبس فراق — ہوئی زندگی ایک ساعت کی شاق
اسی درد سے زار و گریان تھے — بہت مضطرب سخت حیران تھے
یہ کہتے تھے کیسی کرون یا خدا — کوئی اب نہ غمخوار میرا رہا
ہوا سارا کنبہ مرا قتل عام — تڑپتے ہین سب خاک پر لالہ فام
جلے کس کا دل اب مری حال پر — کرے کون اس بیکسی پر نظر

ساتھی سارے چل بسے جنگل کو درمیان
مجھہ پردیسی پر کرے دکھہ مین کون اب احسان

نظر کرکے سرور کا رنج و الم
لگے پیٹنے سارے اہل ستم
یہ کہتے تھے ہے ہے ہوا کیا غضب
کہ بیکس ہوئے آہ شبیر اب
مددگار و غمخوار سب مر چکے
رفاقت کی شرطیں ادا کر چکے
ہمارا جو تھا ایک والی رہا
سو اسپر بھی چاہیں کریں یہ جفا
اگر ایک دم میں اسے مار لیں
سو ہم اس بیابان میں کیسی کریں
یہ کہکر سبھی رو اٹھیں بیبیاں
ہوا اُنکے خیمے میں شور و فغان
کیا شاہ نے جب کہ انکا خیال
ہوا اُنکے دل پر نہایت ملال
بہت وا ویلا مناسب نہیں
کہ سُنکر ہنسینگے مخالف لعین
اسی بات کو کیجیو اعتبار
کہ ظالم مرے سر کو جب لیں اتار
تو ہرگز نہ تم صبر کو چھوڑیو
رضا سے خدا کے نہ منہ موڑیو
میرے غم میں مت نوچیو سر کے بال
طمانچوں سے کیجیو نہ رخسار لال

چھاتی مت پیٹیو کرکے شور و فغان
رویا کریو جب تلک رہے تمھاری جان

گریبان مت پھاڑیو زینہار
سروں پر سے لیجیو نہ چادر اتار
سکینہ پہ اور عابد زار پر
نہ کریو کوئی بیدلی سے نظر
انھیں پیار سے دیکھیو ہر گھڑی
کہ ہوتا ہے نازک یتیموں کا جی
اور اصغر کو بھی دل سے مت ڈالیو
بہت پیار شفقت سے تم پالیو
اگر وہ جیئے گا تو آئیگا کام
غلامی کی شرطیں کریگا تمام
نہ تھی ہائے شبیر کو یہ خبر
کہ بابا سے پہلے مرے گا پسر

کہا پھر یہ کلثوم و زینب سے بھی
کہ بیٹھو مرا وقت ہے آخری

مجھے اب تردد ہے اس بات مین
کہ دشمن کھڑے ہین مری گھات مین

نہ چھوڑینگے جیتا مجھے زینہار
مرے سر کو لیوینگے تن سے اُتار

مرے بعد لازم ہے یہ کیجیو
کہ بانو کا دل ہاتھ مین لیجیو

رہے ساتھ اُسکے بہت اتفاق
کہ اُسکو ستاوے گا میرا فراق

سوا اُسکے ہے یہ ستم پر ستم
کہ ہوگا اُسے رانڈ بیٹی کا غم

اے بہنا تم جانو جاتا ہون ناچار
سب کنبا سونپا تمھین تم جانو گھر بار

سکینہ کو پھر گود مین لے لیا
بہت پیار اُس لاڈلی کو کیا

لگا کر گلے پھیر کر سر پہ ہاتھ
لگے دیکھنے اسکو حسرت کے ساتھ

کہا ہائے افسوس اب کیا کرون
نہین بس کوئی دم کا مہمان ہون

اجل لے گیا مجھکو ناچار اب
کہ مرنے کو بیٹھا ہون تیار اب

کوئی دم مین پھر مین کہان یہ کہان
یہ دیدار ہے آخری اب یہان

کرے گا مرے بعد کون انکو پیار
قیامت پہ جا کر یہ ٹھہرا قرار

ہوئی بسکہ رقت شہنشاہ پر
بہت درد سے رو اُٹھے آہ بھر

کوئی دم اُسی حال کے درمیان
رہے شاہ غمناک زاری کنان

کہا شہر بانو سے پھر یہ پکار
کہ اے مونس جان مری غمگسار

مین ہوتا ہون ناچار تجھسے جدا
مرے بعد والی ہے تیرا خدا

مصیبت سے کرنا نہ خوف و خطر
بہر حال رکھنا خدا پر نظر

جو کچھ دکھ پڑے کیجیو سب قبول — تری سب دعائیں کرے رب قبول

زینب اور کلثوم سے جوڑے رہیو ہاتھ
بہت محبت کیجیو سب کنبے کے ساتھ

یہ سنتے ہی بانو ہوئی بے قرار — لگی پیٹنے سر کو بے اختیار
کہا ہائے شبیر کہتے ہو کیا — یہ ہرگز نہیں شرط مہر و وفا
کہ تم نے مصیبت میں چھوڑا ہمیں — بھٹکتے پھرینگے ہم اس دشت میں
کرو بیکسی پر ہماری نظر — بچاؤ ہمیں اسطرح چھوڑ کر
کروں کیا غرض ذکر اُسوقت کا — کہ بانوئے خستہ کا عجب حال تھا
اور اُسوقت روتے تھے شبیر بھی — کسی طرح دل کو تسلی نہ تھی
اُنھیں دیکھکر روے سب گھر کے لوگ — پڑا سب کے مرنے کا آگے ہی سوگ
سر ایکخوں سے از بس قیامت ہوئی — فلک تھرتھرایا زمین ہل گئی
گلے ملکے روتے تھے خرد و کلاں — گئی اُنکی عرش بریں پر فغاں
فرشتے ہوئے درد سے بیقرار — سب اکبارگی رو اٹھے آہ مار
نبیؐ اور علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ — ہوئے روضۂ خلد میں نعرہ زن
لگے کہنے آپس میں ہے ہے نصیب — لٹیگے کربلا میں ہمارے غریب

رانڈوں کے سر پر رہا اب تو ایک حسینؑ
جلادوں کے ہاتھ سے نہیں اُسے بھی چین

گھرے ہیں ستمگار سے بیدریغ — کوئی دم میں اُسپر چلاوینگے تیغ
کروں کیا بیاں گھر میں جو غم ہوا — دو عالم میں اُسوقت ماتم ہوا

مگر کوفیون کو نہ تھا کچھ خیال
کھڑے تھے وہ آمادہ بہر قتال

عجب سنگدل تھے لعین نابکار
خدا سے نہ ڈرتے تھے وہ زینہار

کھڑے تھے ہر اکچون کو وہ گھیر کر
کیا شور میدان مین اسقدر

کہ سب رونے والون کا جی ڈر گیا
ہر اک شخص تھا جیتے جی مر گیا

مگر سرور دین کا تھا دل قوی
ہر اکچون کے باہر گیا اُس گھڑی

یہ فرمایا اُنسے کہ اے اہل شر
نہین میرے بابا سے کیا تم خبر

علیؑ ولی ابن عم رسولؐ
شہ لافتی اور زوج بتول

مان زہرا بھائی حسنؑ ایک حسینؑ مظلوم
حرمت میری اسطرح تمپر ہے معلوم

ولے مجکو آتا ہے اس کا عجب
کہ یہ ظلم تمنے کیا بے سبب

بلا کر مدینے سے رسوا کیا
نہ کی اپنے قولون کے اوپر وفا

کیا قتل کنبا مرا تشنہ لب
مجھے کر کے بیکس ستاتے ہو اب

پیمبر کی امت ہو آخر سبھی
پڑے گا تمھین کام اُنسے کبھی

اگر آج ہم کو ستاؤ گے تم
تو کل اُنکو کیا مُنہ دکھاؤ گے تم

یہ حق مین تمھارے نہین کچھ بھلا
خبر شرط ہے کہدیا برملا

مجھے کچھ نہین اپنے مرنے کا ڈر
تمھارے ہی ایمان کا ہے خطر

خدا لے گا اس ظلم کا انتقام
تعجب کرینگے سبھی خاص و عام

بھلا اسکے سوا دوسرا پھر گناہ
نہین ہے جو ہو اسقدر رو سیاہ

تو اُسوقت نانا مرا ہو ملول
مجھے سب مین ہو ویگی خفت حصول

یعنے میرے واسطے تم پر ہے تقدیر
حال تمھارا دیکھکر ہوتا ہون دلگیر

یہ سنتے ہی سب نگون ہو گئے — لکھا ہے کئی شخص رونے لگے
ہوا اُنکے ایسا اُنفعل انفعال — کہ دل سے کیا فسخ قصد قتال
ہوئے پھر سب آمادہ اسباب پر — چلے تیر و تلوار باہم دگر
عمر اور شمر اور کئی بدگہر — وہان سب بگڑے ہوئے دیکھکر
ہوئے اپنے دل مین نہایت حزین — لگے کہنے سے پند کرنے لعین
کہ یارون شریعت سے پھرتے ہو کیون — ہوا ہے محمد کا فرمان یون
کہی اپنی امت کے حق مین خبر — نہو جمع زنہار گمراہی پر
ہمارا یہ اجماع بیجا نہین — یہی عین حکمت ہے کرلو یقین
کوئی بول اُٹھا واجبی ہے خبر — ولیکن نہ احمد کی اولاد پر
مصیبت مین اُسکی خدا کا کہا — عداوت کو جانو سراسر خطا
دیا پھر لعینون نے اُسکو جواب — کہا ہے مجتہد کی خطا بھی صواب
یہی حق مین بولا خدا کا حبیب — کہا مجتہد کو ہے تجھ سے نصیب

غرض بات جب اُنے ندی مسئلہ بہت سنائے
اپنی باتون مین لیا اُنکے دل کو لبھائے

عزیزو مین اس امر مین کیا کہون — کہ ایسی شریعت سے حیران ہون
عجب مجتہد اُمتی تھے کہ واہ — کیا دینداروں کا پورا نباہ
کہون کیا جو کچھ چاہتے تھے نبی — اگرچہ نہین ہاشمی مدعی

لکھا ہے کہ جب ہاشمی جا سنتے   جو بیدل ہوئے تھے سو ایکدل ہوئے
لگے کہنے جب شاہ سے وہ لعین   کہ ہو تم حقیقت مین سردار دین
ولیکن نچھوڑین گے جیتا تمہین   کرینگے ہم اب ذبح پیاسا تمہین
ہمارا خلیفہ جو ہے اب یزید   اُسی نے دیا ہے یہ حکم شدید
یہ کہکر اشارہ کیا فوج سے   کہ ہان جلد تیرون سے مارو اسے
جو کچھ اور کرنے بنا ہے کلام   ابھی یار بیدل ہوئے تھے تمام
غرض رحم کھایا نہ کچھ شاہ پر   اکیلے پہ نرغہ کیا گھیر کر
وہ مظلوم و بیکس اکیلا غریب   ہزارون سے لڑتا تھا تنہا غریب
لڑا اسقدر شاہ غازی وہان   کہ مارے بہت کوفیون کے جوان

پڑی فوج مین کھلبلی بھاگے سب نامرد
عمر سعد کا ہو گیا مُنھہ دہشت سے زرد

لڑائی مین وہ شیر مشغول تھا   جو خیمے مین ایک بارگی غل پڑا
یہ سُنکر ہوا شاہ کو اضطراب   چلے وان سے خیمے کی جانب شتاب
لکھا ہے کہ سب رو رہی تھین بیبیان   لگین کہنے اصغر کی جاتی ہے جان
ہوا ہے گلا خشک معصوم کا   نکلتا ہے دم ہائے مغموم کا
جو تھوڑا سا پانی اسے مانگ دو   تو شاید تسلی کوئی دم کو ہو
گری شہ کے قدمون پہ اصغر کی مان   کہا جلد جاؤ سوئے کوفیان
لے آؤ ملے جسطرح تمکو آب   مرے لال کی اب خبر لو شتاب
یہی وقت ہے مت کرو دیر اب   کہ آئی ہے اس طفل کی جان بلب

یہ سنتے ہی شبیر نے رو دیا
کہا ہائے تقدیر اب کیا کروں
کہ یاں سر عزیزوں کا یہ حال ہے
نہ انکو کفن ہے نہ پانی انھیں

فلک کی طرف دیکھ نعرہ بھرا
کہاں تک یہ بیداد سر پر سہوں
دگرگوں یہاں گھر کا احوال ہے
کہوں کیا جو ہے جانفشانی انھیں

میں کہتا ہوں اپنی ہی یہ قسمت کی کھوٹ
والی ہم اس حال میں رکھیو اپنی اوٹ

پھر اس بعد بچے کو گودی میں لے
زمانے کی گردش پہ کرنا نظر
یہاں بوند پانی کو محتاج ہے
یہ لکھتا ہے راوی کہ جدم امیر
کھڑے ہو کے انکے مقابل کہا
کرو اور جو کچھ کہ منظور ہے
کہ یہ چھ مہینے کا اصغر صغیر
کرو رحم کچھ اسکے تم حال پر
یہ سنکر لعینوں نے شہ سے کہا
یہ کہکر جو اک تیر مارا اسے
پھرے شاہ گھر اپنے روتے ہوئے
کہا پھر یہ بانو سے اصغر کو لو

سرا پچوں کے اندر سے باہر چلے
نبی کا نواسا علی کا پسر
دریغا یہ کیا ستم آج ہے
گئے مانگنے کو فیوں پاس شیر
کہ تمنے یہ کی ہمسے جو کچھ جفا
ولیکن یہ انصاف سے دور ہے
کہ یہ پیاس سے اور نہ دو اسکو نیر
کہ پانی دو اسکو ذرا بوند بھر
کہا ہم تو نہ دیں بوند پانی ذرا
ہوا پار اصغر کے حلقوم سے
چلے جان اصغر بھی کھوتے ہوئے
یہ آیا ہے اسطور سیراب ہو

لے اصغر کی لو تم کو بانو روئی زار

پیٹین اُنھیں سب بیبیان ہو کر اکبار	قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون کہ

مجلس دوازدہم در بیان شہادت حضرت امام حسین تشنہ دہان علیہ السلام

سنو مومنو آخری داستان	یہ ہے غم کی سب سے بڑی داستان
یہ اُسکی شہادت کا ہو ماجرا	بہتر تنون مین جو تنہا رہا
وہ مظلوم بیکس تھا تنہا غریب	اُسے کربلا مین تھے لائے نصیب
ستم ظالمون کا اُٹھانے کو ہو	مع اقربا سر کٹانے کو ہے
جناب محمدؐ کا پیارا حسینؑ	وہ زہرا کی آنکھون کا تارا حسینؑ
یہ وہ لاڈلا ہے کہ جس کا مقام	محمدؐ کے کاندھے پہ رہتا مدام
سدا پیار سے جس کو رکھتے ہی	نکرتے دل آزردہ اُسکا کبھی
کیا ہائے امت نے اُسکو ملول	نجانا کہ ہے یادگار رسولؐ
محمدؐ نے جس حلق پر لب ملے	لیا شمر نے اُسکو خنجر تلے
وہ تن جو علیؑ کے بغل مین پلا	دیا خاک مین ظالمون نے ملا
وہ سر جسکی کھاتی تھی زہرا قسم	قلم پر دھرا کاٹ کر ہے ستم
وہ زلفین کہ دن رات خیر النساؑ	سنوارا ہی کرتی تھین اُنکو سدا

خاک لہو مین ملگیا ہے یہی وقار	آج نہین ہین فاطمہؑ دیکھین جو دیدار

نہین آج دنیا مین خیر البشر	نہ بابا علیؑ ہین جو لیوین خبر
حسنؑ بھی نہ جیتا رہا ہے غضب	کہ کرتا مدد اپنے بھائی کی اب

مدینہ کہان یار و بھائی کہان — اکیلا مسافر تھا ہمرہ فغان
مُوا کربلا کے بیابان مین — کئی دن رہی لاشِ سید امنین
نہ غسل اُسنے پایا ملا نہ کفن — وہ جلتا تھا دھوپ مین سیمین تن
ستم کوفیون سے یہ جیسا ہوا — زمانے سے اب تک نہ ایسا ہوا
کہ آلِ پیمبر بحالِ سقیم — ہوئے آکے سب کربلا مین مقیم
کئی روز ترسے وہ پانی کو آہ — کیا فخرِ احمدؐ کے جانی کو آہ
اے یزیدِ بے حیا و پُر جفا — تونے اولادِ نبیؐ سے کیا کیا
آہ اتنی زندگی کے واسطے — یہ وبال تخت کیون سر لیا
ہائے اے مردود تو سمجھا نہ تھا — ہے حسینؑ ابنِ علیؑ خاصِ خدا
راحت جانِ محمدؐ لاکلام — قرۃ العینِ علیؑ شیرِ خدا
راکبِ دوشِ نبیؐ لاریب فیہ — جانِ جسمِ حضرتِ خیرالنسا
فخرِ دُنیا فخرِ دین فخرِ زمان — عجز زیب و رونقِ ارض و سما
سیّد عالی نسب والا حسب — بادشاہ عالی جاہ میرِ دوسرا
عابد و زاہد کریم و بُردبار — عارف و عالم شریف و باحیا
کانِ فضل و منبعِ جود و کرم — سرور و سردارِ جملہ اولیا
عاشق و معشوقِ رحمٰن و رحیم — صاعدِ درجاتِ جنات العلیٰ
ہائے ایسا شخص یون محبوس ہو — درمیانِ قوم بے دین و وفا
تشنہ لب خستہ جگر آشفتہ جان — بیکس و بے یار و بے برگ و نوا
بالِ بچے پیاس سے اُسکے تمام — آہ یون تڑپین بصد رنج و عنا

قتل ہون آنکھون کے اُسکے روبرو | سب برادر یار و خویش و اقربا
اصغرِ شش ماہہ کا حلقِ ضعیف | اُسطرح زخمی ہو از تیرِ بلا
اپنے بابا کی تڑپ کر گود مین | دم کے دم مین اُسنے لی راہِ بقا
اور سکینہ بھی بلک کر یون کہے | ہائے میرا چھوٹا بھائی کیا ہوا
رنج پھر یہ دیکھکر وہ شاہِ دین | ہون مقابل خنجرِ قومِ دغا
ملکِ دنیا سے کرین اُسدم سفر | چھوڑکر سب کو بدشتِ کربلا
روایت ہے جسوقت اصغر مُوا | نہایت قلق سب کے دل پر ہوا
عجب حال تھا شاہ کا اُس گھڑی | کہ تھمتی نہ تھی آنسوؤن کی جھڑی
کبھی کرکے اصغر کی جانب نظر | کبھی اپنے یارون کو وہ دیکھکر
یہ کہتے تھے ہے ہے وہ کیا تیر تھا | کہ لگتے ہی جس کے غضب ہوگیا
وہ اصغر کی گردن کو مجروح کر | مرے بازوؤن کو توڑ نکلا اُدھر
بہت جان شیرین سے ہوکر اداس | بلا گھر کے لوگون کو پھر اپنے پاس
کہا ہائے کیسا ہوا یہ ستم | کہ اصغر علی نے دیا غم پہ غم
نہین لطف کچھ زندگانی کا اب | کہان تک اُٹھاؤن مین رنج و تعب
کہ بیٹے بھتیجے برادر و یار | سبھی کرچلے جان اپنی نثار
بلا مین اکیلا رہا مین غریب | یہ دکھ درد یہ سہنے کو ہے نصیب
نہ طاقت کہ اب دفن لاشہ کرون | نہ جرات کہ زندون کو کچھ پانی دون
غرض سوچکر دل مین اپنے صلاح | کہ اب ہوا مجھکو مرنا مباح

بیت اُٹھین سب بیبیان سرور کی بین

ایک ایک سے مل گلے رخصت ہوئی حسینؑ

چلے شاہ میدان کو جس گھڑی	ہوئی سامنے آکے بانو کھڑی
کہا ہائے مولی چلے تم کہان	مجھے چھوڑے جاتے ہو تنہا یہان
مری بیکسی پر کرو اب نگاہ	کہ تم بن مرا کسطرح ہو نباہ
کٹانے چلے تم تو اب اپنا سر	سنبھالیگا مرا بھلا کون گھر
کرین کیا ترے بعد ہم بیوگان	ستاوین ہمین جب ستمگر یہان
کسیکو نہوگی ہماری خبر	کہو تمکو اسوقت ڈھونڈھین کدھر
اکیلا سمجھ کر ستمگار سب	ہمین ملکے لوٹینگے اکبار سب

تم تو سیس کٹائے کے پہونچو بابا پاس
ہم دکھیا وا ادھر ہوئیں نہین کسی کی آس

دیا انکو شبیرؑ نے یہ جواب	کہ اسوقت لازم نہین اضطراب
رضائے خدا پر رہو مستقل	توکل پہ رکھو قوی اپنا دل
مصیبت مین ہے صبر کرنا بھلا	کہ ہے صبر والون کا ساتھی خدا
مرے بعد سب خیر ہے مت ڈرو	خدا پر رہو فکر کچھ مت کرو
مرے ہی طلبگار ہین مدعی	نہو پھر مزاحم تمہارا کوئی
مصیبت سے مت خوف کرنا ذرا	جو اس سے زیادہ پڑے گی تو کیا
کوئی مشکل ایسی نہین ہر کہ جو	رہے ایک حالت پہ آسان نہو
بہر حال جاینگے یہ دن گذر	نہین آبرو کو تمہاری خطر
نبی اور علیؑ کی یہ پہچان ہے	خدا آپ اسکا نگہبان ہے

قال اللہ تعالیٰ ان اللہ عزوجل مع الصابرین ترجمہ فرمایا اللہ برتر غالب اور بزرگ نے تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتا ہے ۱۲ مولوی محمد حسن ... شاہ ... سلمہ اللہ ۱۲

بچاوے گا اس قوم بدذات سے | کرو وہم کچھ تم نہ اسبات سے
یہی بات کرتے تھے سرور کھڑے | دلاسے مین کنبے کے مشغول تھے
کہ بی بی سکینہ جو تھی لاڈلی | وہ بابا کے دامن سے آکر لگی

روبرو کر کہنے لگی دیکھو بابا جان
سوکھ گئی ہے پیاس سے میری ابھی زبان

پلاؤ شتابی سے پانی مجھے | کہ ہے سخت تشنہ دہانی مجھے
مین بابا ترے صدقے تو جلد جا | کہین سے مرے واسطے پانی لا
یہ سنتے ہی شبیر رونے لگے | لگا کر سکینہ کو اپنے گلے
کہا جان بابا ذرا صبر کر | مین لاؤن گا پانی ملے گا اگر
مگر ضد مرا چھوڑ دامن ذرا | تو اب اپنی امان کی گودی مین جا
کہا شہربانو سے تو لو اسے | کسیطرح بہلا کے رکھو اسے
مین جاتا ہون پانی کو ڈھونڈھو کہین | جو دیدینگے فرصت مخالف لعین
یہ کہکر چلے پانی لانے کو شاہ | تو بستر سے عابد نے کی ایک آہ
کیا شاہ کو سجدہ جھکا کر سلام | تصدق ہوا باپ کے وہ امام
کہا اے بابا بچا تو ذرا | تماشا مرا دیکھو اب برملا
مرے بعد مرنے کو تم جائیو | بصد فرح سر اپنا کٹوائیو
بدن مین مرے جب تلک جان ہے | مخالف ہین اور مین ہون میدان ہے

جانے ندون گا جب تلک جائے نہ میری جان
میرے جیتے تم مرو مجکو نہین ارمان

یہ کہکر وہ بیکس مسلح ہوا حمائل کی شمشیر بھالا اُٹھا
چلا جلد گھوڑے پہ ہوکر سوار گرا ضعف سے ہائے بے اختیار
کہا شہ نے اسے عابدِ ناتوان ابھی اسقدر تجھ مین طاقت کہان
کہ اول تو تپ نے ستایا ہے تجھے پھر اُسپر کیا تنگ ہے پیاس نے
ہزار آفرین تجھکو اور مرحبا مرا دل بہت تجھ سے راضی ہوا
تو فضلِ خدا سے سلامت رہے تیری نسل بھی تا قیامت رہے
مرے لال جا استراحت تو کر ارادے سے لڑنے کے اب درگذر
مرا نام ہے اب تیری نسل پر کہ اولاد اشرف کا تو ہے پسر
تو نانا کی اُمت کا ہوگا امام مرے بعد ہے میرا قائم مقام

نبیؐ کا خاندان تجھ سے ہے آباد
جاری ہوگی حشر تک عابد کی اولاد

مری جان ہے تو مرا جانشین نبیؐ کا جگر قبلۂ مومنین
پھر اک اور بھی بات سن لیجیو مرے بعد تو اُس پر عمل کیجیو
کہ چلنا وہی باپ دادے کی راہ طریقِ محمدؐ پر رکھنا نگاہ
بہرحال رہنا خلیق و رحیم یقیناً مقامِ رضا کا مقیم
سدا اپنے کنبے کا غم کھائیو کسی کے بھی دل کو مت ڈھائیو
پھوپھی پھوپھیون کو نہ کرنا ملول جو تجھ وہ کہین کیجیو سب قبول
کبھی اپنی مان کو نہ کرنا خفا خوشی سے کہا اُن کا لانا بجا
دلاسے مین امان کے رہنا مدام نہ کرنا کبھی تلخ ہوکر کلام

جو مقدور ہو کھیت کو جھاڑیو | اُٹھا سب کے لاشون کو تم گاڑیو
اگر تو مدینے مین جائے کبھی | تجھے قید سے چھوڑ دین مدعی
مری سمت سے جد کے روضہ مین جا | بجا لائیو بندگی سر جھکا
اور احوال سارا بیان کیجیو | یہ اُمت کی خوبی سنا دیجیو

کہیو اپنے قول پر ثابت رہا حسین
جب تک سر تن پر رہا اُسے نہ آیا چین

از ان بعد عابد سے بولے حسین | بتا کر محلے کے لوگون کا چین
کہ اے جان من کیجیو ایک کام | مرا شوق سے سبکو کہنا سلام
غرض کر کے بیٹے کو اپنا وصی | کہی کان مین بات اسرار کی
امامت کی رمزون سے کر اطلاع | کہا لو چلو الوداع الوداع
حوالے ترے اب یہ گھر بار ہے | چلے ہم ترا حق نگہدار ہے
یہ سنتے ہی عابد نے کھائی پچھاڑ | لیے ہاے کر بال اپنے اُکھاڑ
لگین اپنا سر پیٹنے بیبیان | سبھی رو اُٹھے گھر کے خرد و کلان
شہ دین بھی اُس وقت گریان ہوئے | بہت مضطرب سخت حیران ہوئے
کہا ہاے قسمت مین یون تھا لکھا | کہ اسطرح ہونگا یہان سے جدا
غرض چار ناچار ہو کر سوار | چلے رن کو روتے ہوئے زار زار
ہوئے کھیت مین جا کر تنہا کھڑے | ہزارون ستمگر تھے جسجا کھڑے
پھر انکو نصیحت وہ کی آخری | جو اُنکے گھرانے کی تعلیم تھی

کہا سُنو اے کوفیو اب بھی مانو بات

ڈرو خدا کے قہر سے چاہو اگر نجات

محمدؐ کے گھر پر نہ باندھو کمر | ہوا سو ہوا اب کرو درگذر
عیان ہے کہ دنیا نہین دیرپا | نہین ہے بھروسا گھڑی ایک کا
نہ دو اسکی لذت مین دل اسقدر | کہ ہو تلخ تر عاقبت کا ثمر
مصیبت نہین ہمکو راحت ہے یہ | ہمین عیش تمکو قباحت ہے یہ
زیادہ نہ ہمپر ستم اب کرو | خدا کے غضب سے ذرا تم ڈرو
یہی مجکو افسوس آتا ہے اب | کہ ہم پر نہین تم پہ ہے یہ غضب
خبر شرط ہے کہدیا کھول کر | ہدایت سے مطلب ہے مانو اگر
یہ سنکر عمر سعد نے یون کہا | کہ ہم آپ مجرم ہین کہتے ہو کیا
ولیکن نہین تمکو اب تک خبر | کہ ہم جہد کرتے ہین کس بات پر
ہمین شان کا اپنی پاس آپ کا | نہین حکم آقا ہے لانا بجا
خلیفہ سے جب تک نہ بیعت کرو | نہ چھوڑین گے جیتا تمہین کچھ کہو
یہ سنکر کہا ابن حیدر نے تب | کہ راضی رضا ہے خدا پر ہون اب

اپنے آقا کا کہا تم مت کرو عدول
مین نے تو حق کی رضا پر کری قبول

پھر اب دیر کیا ہے جو کچھ ہو سو ہو | کسی کو مرے سامنے بھیجدو
جو مجھ سے کوئی شخص آکر لڑے | مجھے کھیت مین مارلے یا مرے
روایت ہے یارو کہ ابن علیؑ | یہ کہتے تھے اسوقت با مدعی
کہ جنگل مین آندھی اُٹھی ناگہان | کسیکو نہ کچھ سوجھتا تھا وہان

اسی حال مین ایک بندۂ عجیب — بہت سخت صورت نہایت مہیب
ہوا آکے وارد جہان تھے امام — کیا شاہ کو سر جھکا کر سلام
کہا اسکو شہ نے کہ ای حق شناس — تو اس دکھ مین کیون آیا بیکس کے پاس
بتا کون ہے اور ترا کیا ہے نام — کیا کس کے دھوکے مین مجکو سلام
مین ایسا ہون مظلوم نا آشنا — کہ کوئی نہین حال پرسان مرا
مرے یار بھائی گئے سب عدم — اکیلا مرا رہگیا ایک دم
کہان ایسی قسمت ہے واحسرتا — کوئی پاس ہو میرے آکر کھڑا
وہ بولا کہ اے دو جہان کی امام — یہ عاجز ہے تیرے ہی گھر کا غلام

زعفر زاہد نام ہے پریون کا ہون شاہ
لیکن تیری ذات کا مین بندہ واللہ

مری جان تمپر سے قربان ہے — تمھارا مرے سر پہ احسان ہے
کہ بابا علی ہے ہمارا ولی — امیر عرب مصطفے کا وصی
وہ جسوقت بیر العلم مین گیا — وہان دیو زادون کو مومن کیا
کیا سب نے مہتر مرے باپ کو — خبر اسکی ہے یا نہین آپ کو
وہ مجکو وصیت جو ہے کر گیا — کہ اس گھر کا خادم تو رہنا سدا
تمھاری سنی جب سے یہ واردات — سمجھکر مین آیا ہون اپنی نجات
کہ لاؤن گا خدمت تمھاری بجا — تو ہو کچھ مری عاقبت کا بھلا
مسلح کھڑی ہے مری اب سپاہ — کہو تو کرون کوفیون کو تباہ
کہا شاہ نے آفرین مرحبا — خدا صبر کی تم کو دیوے جزا

ولیکن کرو ان سے ہرگز نہ جنگ — کرو دور دل سے یہ اپنے ترنگ
علاوہ تم انکو نہ آؤ نظر — کرو قتل تم انکو بس دیکھکر
ہماری شریعت مین یہ ظلم ہے — کوئی اس سے بدتر نہین اور شے

زعفر زاہد نے کہا اونکی شکل بنائے
کرین جنگ اُس قوم سے ہمکو دو فرمائے

اگر ہمکو مارین یہ قوم یزید — تو ہو وین تیری راہ مین ہم شہید
دیا شہ نے زعفر کو پھر یہ جواب — کہ تو نے شہادت کا پایا ثواب
خدا تجھکو دیویگا اس کا ثمر — ولیکن تو اسوقت جا اپنے گھر
میرے ساتھیون نے یہان سر دیا — نہین لطف جو مین اکیلا جیا
مجھے آرزو ہے شہادت کی اب — کوئی دم توقف ہے تیری سبب
غرض ہو کے رخصت وہ گھر کو گیا — کھلا وہ اندھیرا جو آندھی کا تھا
لگے سوچنے سب کو آپسمین سب — کہا سعد نے اپنے لوگون سے تب
کہ یارو یہی ایک رہا ہے حسینؑ — اسے مار لین تب تو ہو جی کو چین
زمانے کی گردش سنین مومنین — کہ آئی نظر رت اُڑتی وہین
جو تھا غیر جنس اُسکا یہ اعتقاد — کہ کمتا بدرکار ہا اُسکو یاد
سر اپنا کٹانے کو تھا مستعد — ہوا جانفشانی کی خاطر بجد
عجب ہے جو ہمجنس تھا ظاہرا — عمر سعد فرزند اصحاب کا

رحم نہ کرتا تھا ذرا وہ ظالم بدذات
شہزادے کا مرتبہ بھول گیا ہیہات

غرض اُسنے جسوقت دیکھا اُسے — نصیحت میری کچھ نہین مانتے
خدا کے کرم پر نظر کرکے تب — کیا کوفیون سے مبارز طلب
لکھا ہے بن قحطبۂ بے حیا — نعیم اُس ستمگار کا نام تھا
وہ تھا شامیون مین رئیس لعین — لگا کہنے یہ بات شہ سے لعین
کہ اے ابن حیدر ارادہ ہے کیا — لڑائی سے اب تک نہین دل بھرا
ترے بھائی بھائی ہوئے سب قتیل — اکیلا فقط رہ گیا تو ذلیل
ہزارون سے لڑنے کو ہو مستعد — عبث جان کھونے پہ کرتا ہے ضد
کہا ابن حیدر نے ای کوفیو — تم آگے ہو لڑنے کو یہ تو کہو
مجھے تشنہ لشکر اگر مین نے تھین — کہون کون خاطی ہے اس امر مین
کئے قتل تھے میرے اقربا — مین تنہا کرون جی کو اب عیش کیا
نصیحت سے اپنی زبان بند کر — میرا اب ارادہ ہے تلوار سے
جو ہو تجکو کچھ تیغ بازی مین ڈھب — تو لڑلے مرے سامنے آکے اب

یہ سنکر وہ بد گہر آیا لیے تلوار
ابن علی کی تیغ سے پہونچ گیا فی النار

اُسے مار کر سرور دو جہان — لگے بیٹھ اُس فوج کے درمیان
ہوئے گرم شمشیر بازی مین جب — مقابل سے کوفی گئے بھاگ سب
کہا شہ کو ابلیس نے جب اگر — اکیلے سے لڑتے ہو کیون بیخطر
ذرا کام غیرت کو فرمائیے — ندے ہاتھ سے نام رہ جائیے
وہ مردود سب فوج کو جمع کر — مصر ہو گیا شاہ کے قتل پر

مقابل ہوا آکے شبیر کے — کہا شاہزادے نے بے پیر سے
تو سبطِ نبیؐ سے مقابل ہوا اب — ہوا اسقدر کس لیے بے ادب
دیا کچھ نہ کافر نے ہرگز جواب — کیا آکے سرور پہ حربہ شتاب
شہنشاہ نے وار اُسکا بچا — اُسے مار دوزخ میں داخل کیا
ہوئی اُسپہ غالب جو پھر تشنگی — چلا سمت پانی کے ابن علیؑ
کہا سعد نے فوج سے گھیر لو — اسے پانی پینے کو جانے نہ دو

شہ شیر خدا کا پوت ہے پیاسا ہے بیتاب
مارے گا سب فوج کو اگر ہوا سیراب

یہ سنتے ہی اکبارگی سب سپاہ — ہوئی شاہ مظلوم کے سدِ راہ
غرض اشقیا کی صفیں توڑ کر — وہ پہونچا لبِ آب بس جلد تر
ہوا پانی پینے کو مائل جبھی — اسے پیاس سب کنبے کی یاد آگئی
یہ اکبارگی کوفیون نے کہا — کہ خیمہ سواروں نے غارت کیا
دیا شہ نے ہاتھوں سے پانی کو ڈال — کنارے سے پانی کے گھوڑا نکال
گیا گھر کو لڑتا ہوا شیر نر — جو دیکھا تو اتک سلامت ہے گھر
کہا دل میں اس قوم کا مکر تھا — کہ پانی سے مجکو جدا یوں کیا
بہرحال گھر میں گئے شاہ جب — ہوئیں بیبیاں اٹھکے قربان سب
شہنشاہ نے سب کی کی دلبری — چلے کہکے پھر الوداع آخری
ہوئے جا کھڑے کھیت میں تشنہ لب — کیا کوفیون سے مبارز طلب
کہا سعد نے اپنے یاروں کے ساتھ — کہ یہ شیر نر یوں نہ آئے گا ہاتھ

ابھی چار سو نوجوان ڈالے مار — کسیکو نہ چھوڑے گا یہ زینہار

دم مت لینے دو اسے گھیرو سب ایکبار
اسپر چارون اور سے کرو اکٹھے وار

محبُو مین اب کیا کہون ماجرا — شہنشاہ کو سب نے زخمی کیا
گرا ہاے گھوڑے سے بیتاب ہو — وہ بیٹھا تھا دل باخدا قبلہ رو
جو ایک تیر ماتھے مین آکر لگا — اُسے کھینچ ڈالا لہو بہ چلا
ملا خون کو مُنھہ پہ اور یون کہا — یہ مُنھہ اب دکھاؤن گا نانا کو جا
کہون گا کہ نانا مجھے دیکھہ لو — مین آیا ہون اُمت سے ہو سُرخ رو
چلائی پھر ایک اور کافر نے تیغ — لگی شاہ کے ہاتھہ مین او دریغ
پھر ایک اور دوڑا گیا بے حیا — کیا وار بھالے کا سرور پہ جا
لگا پُشت پر گر پڑے شاہ دین — لگی کانپنے کربلا کی زمین
کوئی کاٹنے سر جو آیا وہان — اُسے دیکھہ بولے امامِ زمان
کہ افسوس آتا ہے مجکو بھی — مجھے مار کر تم نہ ہو دوزخی
وہ رویا کہ اے سرورِ محترم — تمھین اب تلک ہے ہماراہی غم
وہ پھر سعد کے ساتھہ لڑکر مُوا — بہتر تنون مین بھی داخل ہوا

پر وہی کہتا ہے شمر اپنی چھُری دبائے
چھاتی پر چڑھہ کر غضب سر کو کاٹے ہائے

شہنشاہ نے شمر سے یون کہا — کہ تو اپنا چہرہ و سینہ دکھا
دکھایا جو اُسنے ملا سب پتا — کہا تب تصدق ہون یا مصطفےٰ

وہی داغ چھاتی پہ ہے برص کا — وہی دانت ہے خوک کا سا بڑا
دیے تھے جو قاتل کی میری نشان — وہی مین نے اسوقت دیکھے عیان
کہا شاہ نے پھر کہ سُن ای شمر — ہے یہ روز جمعہ ذرا صبر کر
مجھے چھوڑ ایک دم کہ پڑھ لون نماز — کرون کچھ خدا سے مین راز و نیاز
یہ میراث مجکو ملی باپ سے — کہ سجدے مین تلوار سر پر چلے
کرون سجدۂ آخری جب ادا — تو اُسوقت کریو میرا سر جدا
یہ سُنکر کلام شہنشاہ دین — اُتر بیٹھا چھاتی سے شمر لعین
ابھی شاہ مین اسقدر زور تھا — کہ مُنھ اپنا قبلے کی جانب کیا
نماز اپنے مولا کی پڑھنے لگے — لکھا ہے کہ پہلے ہی سجدے مین تھے
نماز اُنکی ہونے نہ پائی تمام — کہ آخر کیا اس کشندہ نے کام

ہائے شمر بے رحم نے دھر خنجر کی دھار
سجدے مین اُس شاہ کے سر کو لیا اُتار

قالو انا للہ و انا الیہ راجعون ط

مجلس سیزدہم در بیان رفتن اہلبیت در قید بعد قتل امام حسینؑ مع اقربا و وفات بی بی سکینہ در شام

محبو کرو نعرے اب آہ کے — مصیبت مین ہین سب حرم شاہ کی
دلو پر ہوا اُنکے جو جو الم — بھلا کیجیے اُسکو کیونکر رقم
چلے جانب خیمہ بیداد گر — نہین کچھ خدا اور پیمبر کا ڈر
کیا پہلے سب وارثون کو شہید — ستاتے ہین بیوون کو اب وہ پلید

وہ اپنے ہی دکھ مین گرفتار تھین — کہ اسپر گئے لوٹنے کو لعین
گئے بیٹھ خیمے کے اندر پلید — چلاتے تھے عابد پہ تیر شدید
کوئی مستعد لوٹنے کا ہوا — کہ کین چادرین بیبیونکی جدا
نہایت تعدی ہوئی جس گھڑی — سرا نجون مین فریاد کی غل پڑی
ہوا بیبیون کا جو دل بیحواس — کسی مین نہ قائم تھے ہوش و حواس
نہ تھی کوئی پردہ کی خیمے مین جائے — منھ اپنا چھپاتی تھین آنچل سے ہائے
یہی بات کہتی تھین رو رو اُنھین — نہ لوٹو خدا کے لیے تم ہمین
ستم اب زیادہ نہ ہم پر کرو — خدا اور پیمبر سے کچھ تو ڈرو

ہم بیپتا کی ماریان سر پر رہا نہ کوئے
والی و وارث مر گئے کھیت رہے گھر کھوئے

یہی ایک سجاد ہے رہ گیا — نہین اب ہمارا کوئی آسرا
پڑے لوٹ تم سب ہو بیمار پر — کرو بہر حق ظلم سے درگذر
نہ مارو اسے چھوڑ دو ہے یتیم — کئی دن کا بھوکا پیاسا سقیم
ہم اُسکے ہین جس کے ہو تم کلمہ گو — ذرا شرم اسباب کی تو کرو
بھلا غازیون سے گیا ہو گیا — نہین خوب رانڈون سے اب چھینا
تمھاری ہے گر ہم نے تقصیر کی — تو ہمکو کرو قتل اکبارگی
ولیکن نہ دنیا مین رسوا کرو — نہ چادر لو نہ سر سے ننگا کرو
یہ کہتی تھین بیچاریان عجز کر — لعینون کے دل پر نہ تھا کچھ اثر
نہ آئے ستمگر تعدی سے باز — کیا دست غارت گری کو دراز

ستم اور دیکھو پھر اس حال مین — کہ رونے نہ دیتے تھے ظالم انھین
یہ کہتے تھے چپکے رہو اس گھڑی — نہیں تو کرین قتل سب کو ابھی

جو جو دکھ اُنپر پڑے ہوتا نہیں بیان
تھا گھر پر شبیر کے آفت کا طوفان

محبو نہ پوچھو کہ پھر کیا ہوا — غریبون کو اُسدم جو درپیش ہوا
کہ جس وقت لوٹے تھے سب اگر — ادہر تیغ کھینچے کھڑا تھا شمر دون
یہ کہتا تھا عابد کا سر کاٹ لو — اسے بھی شہیدو نمین داخل کرو
حمید ابن مسلم نے اس سے کہا — ہے قتل اس بیمار کا ناروا
کہ یہ آپ مرتا ہے آزار سے — ہے مجبور گفتار و رفتار سے
ہے بیکس کا کنبا سبھی کٹ گیا — رہا ہے یہی ایک بے دست و پا
نہیں قتل اس بے گنہ کا ثواب — کہ دینا ہے آخر خدا کو جواب
مزہ تجکو ملتا ہے کیا ظلم سے — کہ رہیے ہے اب تک اسی ظلم کے
حمید ابن مسلم کا سنکر کلام — شمر نے لیا قتل سے ہاتھ تھام
حمید ابن مسلم جو مانع ہوا — تو دی اسکو عابد نے دلسے دعا
کہا شمر نے لوٹنے والون سے — کہ جو رانڈون کے سر سے لو چادرے
لیا ہو جو کچھ انکا سب پھیر دو — سرا پردون کے اندر سے باہر چلو
یہ سنکر لٹیرے ہٹے لوٹ سے — جو چھینا تھا بیبون سے سب دیگئے
شہیدو نکی لاشون کو بہر فغان — اسی طرح جنگل مین چھوڑا وہان
وہ سر انکے بھائون کی نوکو پہ دھر — کرا اسوار بیبونکو بھی اونٹون پر

کہا پھر یہ عابد سے سب نے پکار | کہ اے اونٹوں کی کھینچتا چل قطار
پیمبر کی عترت کو پھر گھیر کر | چلے شام کو اے کے بیداد گر
مصیبت کے درجے جو باقی رہے | سو اُس قید کی کشمکش مین سہے
کرون مین حقیقت جو ساری بیان | تو اس مختصر مین سماوے کہان
سُناتا ہون جو کچھ ضروری ہے اب | سُنو اور کرو تعزیت ملکے سب
روایت ہے جس وقت اہل حرم | چلے قید ظالم مین ہے ہے ستم
کوئی اُنکا والی نہ وارث رہا | جو اس بند سے اُنکو لیتا بچا
نکوئی وہان اُنکا غمخوار تھا | نہ مونس کوئی نے مددگار تھا
بہت بیکسی مین گرفتار تھین | خرابی سے قسمت کی لاچار تھین

روتی تھین بے بس وہان جاتی زار زار
کہتی تھین کُنبا سُوا دُکھیاری نردھار

وہ جنگل تھا اور کوفیون کی جفا | زمین سخت تھی آسمان دور تھا
یہ کہتی تھین آپس مین دکھیا غریب | کہ دیکھین دکھاتا ہے اب کیا نصیب
چلے ہین ہمین لیکے ظالم کدھر | رہین قید کب تک نہین یہ خبر
مدینہ کہان ہم کہان آئے ہین | مقدر ہمارے یہان لائے ہین
یہان بھی ولیکن نہ رہنے دیا | کہ قبرون کا ہوتا ہمین آسرا
شب و روز رہتے تھے اس صحرا مین | بسر عمر ہو اس بیابان مین
کرین کیا کہ تقدیر سے بس نہین | بجز حسرت اب جی مین کچھ بس نہین
شہیدون کے تیجے کا دن آج ہے | کفن کا ہر ایک شخص محتاج ہے

ہمین دست قدرت کہان اِسقدر کہ تیجا کرین ہم اُنھین گاڑ کر
اِسی فکر اور ذکر کے درمیان مصیبت مین جاتی تھین زاری کنان
جو اُنکا ہوا قتل گہ پر گذر پڑے تھے جہان لاشے سب خاک پر

زینب دیکھ حسین کو ہیٹ اُٹھی ایکبار
گری اونٹ سے خاک پر روئی زار نزار

ہوئے جمع آکر وہین اور کہین کہ اُنکا یہ احوال دیکھین کہین
خبر سُنکے بندون کی ابن زیاد بہت خوش ہوا دل مین وہ بدنہاد
لگا حکم کرنے وہ پھر یون شقی کہ باہر نہ نکلے سپاہی کوئی
کہا روکے دکھیائے اسے بیسو ز بہن سے بھائی کی لاش کو دیکھ یو
جگر شہر بانو کے جگر کا ہے یہ سکینہ پیاری کا بابا ہے یہ
رسولؐ خدا کا جگر بند ہے علیؑ مرتضی کا یہ فرزند ہے
یہ خاتون جنت کا ہے نور عین یہ بھائی حسنؑ کا ہے چھوٹا حسین
مرا اور کلثومؑ کا ہے یہ بیر [illegible]
پڑا خاک و خون مین ہے اسکا بدن کسی نے نہ اب تک دیا ہی کفن
کرے جس کی خاطر خدا اور رسولؐ اسے ہائے اُمت کرے یون ملول
یہ کہتی تھی رو رو کے زینب وہان کھڑی پیٹتی تھین سبھی بیبیان
لگی پیٹنے لے کے ہر اک کا نام ہوا ماتمی گھر وہ جنگل تمام
لگے تھر تھراتے زمین آسمان کہون کیا قیامت تھی برپا وہان

وحشی طائر یانی بن حجر شجر گلنخار

حور و پری جن و ملک سب تھے ماتم دار

دو عالم مین ماتم تھا غم سے مگر
نہ تھا فوج ظالم کے دل پر اثر

عجب سنگدل فرقہ بے رحم تھا
کہ دل بھر کے اُنکو نہ رونے دیا

جھڑکنے لگا کوئی چپ کے رہو
چلو جلد اونٹون کو اب ہانک دو

یہ سُنکر گئے سہم اہل حرم
ہوئے چُپ غریبون نے مارا نہ دم

چلے وان سے ناچار پھر وہ غریب
یہ کہتے ہوئے ہائے کیسے نصیب

غریبون کے لاشے وہان چھوڑ کر
چلے یک بیک ہائے مُنھ موڑ کر

نہ کچھ کرسکے اُنکی خدمت ادا
بغیر از کفن سبکو چھوڑا پڑا

وہ کرتے تھے افسوس آپس مین سب
وکے بس نہ چلتا تھا ہے ہے غضب

کبھی کرکے لاشون کا دل مین خیال
کبھی دیکھ عابد کا آنکھون سے حال

جو دل جوش کرتا تو کرتا خروش
پھر اعدا ڈراتے تو رہتا خموش

عجب کشمکش مین گرفتار تھے
مصیبت زدہ اور لاچار تھے

نیا دکھ تھا منزل بمنزل اُنھین
پڑی تھی عجب سخت مشکل اُنھین

دکھیاری داخل ہوئی کوفے کے درمیان
دھوم پڑی اُس شہر مین آئے بندی وان

کمر باندھکر کوچہ بندی کرین
جو بلوہ نہ ہووے کسی شہر مین

بٹھا کر غرض جا بجا چوکیان
معین کیے اُنپہ صد ہا جوان

ہزار آدمی کو کیا حکم تب
کہ لاؤ مرے پاس بندونکو اب

اُنھین لے گئے شہر مین جب لٹی
قیامت تھی کوفہ مین اُسدم پڑی

کہ ماتم مین تھے دشمن و دوست سب
یہ کہتے تھے ہے ہے ہوا کیا غضب
پیمبر کے گھر پر یہ نوحہ ہے آج
شفیعان امت کی یہ گت ہے آج
کہا دیکھکر انکو عابد نے تب
کہ اے کوفیو کیا ہوا تم کو اب
ہمارا تمھین اسقدر غم ہوا
کہو ہمپہ یہ ظلم کس نے کیا
یہ سنکر ہوئے منفعل شیخ و شاب
دیا پھر نہ اسکا کسی نے جواب

اونٹون پر سب بیبیان سر ننگی بٹھائے
دروازے پہ ابن زیاد کے بندھوے پہونچ جائے

کہا اس لعین نے کہ جلدی کرو
یہان سب کو لاؤ مرے روبرو
گئے لوگ جلدی سے لے کر انھین
لگا دیکھنے وہ ستمگر انھین
کسی نے کہا سنکے اسکا سخن
کہ زینبؑ ہے شبیر کی یہ بہن
تو زینبؑ سے کہنے لگا وہ شقی
کہو اب تمھارا کہان ہے اخی
انھین ہمسے جو کچھ کہ منظور تھا
وہ طاقت ہے انکی بہت دور تھا
خلافت وہ کرتے تھے ہمسے جدا
سو آگے ہی انکے وہ لایا خدا
جو کہتے تھے وہ تھا سراسر دروغ
بنایا تھا انکے سخن نے فروغ
دیا اسکو زینبؑ نے پھر یہ جواب
کہ اے حق فراموش خانہ خراب
پشیمان کرے ظالمون کو خدا
منافق جو ہین انکو دیگا جزا
اسے فخر اپنی شہادت پہ تھا
دغا باز تو ہی شقاوت پہ تھا
کھلے گا قیامت کے دن یہ دروغ
کہ اس دن ہو کسکے سخن کو فروغ
یہ سنکر وہ مردود برہم ہوا
کہا ہے کوئی اسکا دے سر اڑا

بولا سعد حریص تب دل مت کرو اداس
عورت ہین غم سے بھری اس سے نہین حواس

یہ مجبور ہین انسے کچھ مت کہو — مناسب نہین قتل انکا جو ہو
یہ سنکر لعین ایکدم چپ رہا — ازان بعد عابدؑ کے حق مین کہا
کہ یہ کون ہے تب کوئی بول اُٹھا — علیؑ ہے یہ فرزند شبیرؑ کا
وہ بولا مخاطب ہو سجادؑ سے — سُنا ہے کہ مارا خدا نے تجھے
کہا سُن کے عابدؑ نے اُس سے یہ تب — کہ ہان تھا علیؑ اکبر اُسکا لقب
وہ بابا کے ہمراہ لڑ کر مؤا — خدا کی رضا سے نہ باہر ہوا
رہا مظلمہ اُسکے قاتل کے سر — قیامت کے دن تم کو ہوگی خبر
کہا تب ستمگر نے ہوکر خفا — کہ ہے قتل اس طفل کا اب روا
بغل مین لیا اُسکو زینبؑ نے تب — کہا ہے مرے ساتھ جان اسکی اب
نبیؐ اور علیؑ کے گھرانے مین آہ — بچا ہے یہی ایک اب بے گناہ
لگے کہنے عابدؑ پھوپی چھوڑ دو — مجھے اس سے کرنے دو اب گفتگو
ڈراتا ہے مرنے سے یہ نابکار — نہین جانتا ہے ہمارا وقار

اس دُکھ مین مرنا ہمین راحت عین مراد
سمجھین گے دن حشر کے ہم کر کر فریاد

یہ سُنکر ہوا سُست ابن زیاد — رفیقون سے کہنے لگا بدنہاد
کہ جلدی یہان سے ہٹاؤ انھین — کچہری کے باہر بٹھاؤ انھین
گئے لے کے باہر اُنھین بدگہر — بٹھایا اُنھین جا کے دروازے پر

کئی روز تک وہ رہے شہر مین	مرخص کیا شام کو پھر اُنھین
کئی شخص مع شمر لے کر چلے	سواروں کے ہمراہ لشکر چلے
کئی روز کے بعد کر قطع راہ	گئے شام کو لے اُنھین روسیاہ
لکھا ہے کہ وہ قافلہ جس گھڑی	گیا شام مین ایک ہلچل پڑی
نبیؐ زادیان قید مین آہ مین	شہیدون کے سر اُنکے ہمراہ ہین
خبر اُنکے آنے کی سُنکر یزید	بہت خوش ہوا البس وہ ظالم پلید
وہ بیٹھا تکلف سے تھا تخت پر	چڑھا نشۂ کبر بدبخت پر
تھا رکھے ہوئے سر پہ شاہی کا تاج	کہا شکر ہے مٹ گئی فکر آج
غرض تہنیت تھی وہان جا بجا	وہان قیدیون مین عجب حال تھا
کہ اونٹون پہ تھین بیبیان سب سوار	اور آئے تھے سجاد پکڑے مہار

بھالون پہ سب سیس تھے اونٹونکے ہمراہ
یون سبکو دردر لیے پھرتے تھے گمراہ

کرون کیا مین اُسوقت کا دُکھ بیان	کہ روتی تھین سر پیٹ کر بیبیان
یہ کہتی تھی ہے ہے ہوا کیا ستم	ہوئے کس بلا مین گرفتار ہم
کوئی دوست ایسا نہین ہے کہ آہ	بنے اس گھڑی اپنا پشت پناہ
کہا نیزہ دارون سے تاکید کر	دکھاؤ نہ ہمکو شہیدون کے سر
ذرا ہمسے لے کر الگ لے چلین	کہ طاقت نہین دیکھنے کی ہمین
مُحبّو یہ دُکھ مین کہان تک کہون	سمندر مین کوزہ مین کیونکر بھرون
غرض ہر جگہ پھر کے ہے ہے فغان	گھڑی چار دن تھا کہ پہنچے وہان

جہان اُس ستمگر کا دربار تھا	ٹھہرنا اسیرون کو دشوار تھا
کہا جاکے ملعون کے روبرو	کہ حاضر ہے بندون کو جو حکم ہو
یہ سُنکر وہ بولا منافق لعین	کہ لاؤ مرے پاس اُنکو یہین
گئے جب کچہری مین لیکر اُنھین	بٹھایا اک ایوان کے اندر اُنھین
دیا در کے آگے سے پردہ اُٹھا	لگا دیکھنے پھر سرون کو منگا

دیکھے سب سر پوچھ کر ایک یک کا نام
بولا وہ سر کہان سب کا جو تھا امام

فنِ مکر مین شمر تھا بے نظیر	کہا زور سے اُسنے سُن ای بشیر
اگر تجھسے یہ بات پوچھے یزید	کیا کس نے ابن علیؑ کو شہید
تو کہنا تو اُسدم یہ مردانہ وار	کہ سُنتا ہے اے شام کے شہریار
پڑی جبکہ جنگاہ مین کھلبلی	مری تیغ ابن علیؑ پر چلی
کچھ انعام کا مین ہون امیدوار	کہ ایسے ولی کو دیا مین نے مار
کہا شمر نے جو دیا تھا سکھا	یزید لعین سے وہ اُسنے کہا
ہوا اُسکے برہم نہایت یزید	کہا واجب القتل ہے تو پلید
تجھے اُسکا رتبہ تھا معلوم اگر	تو کیون تو نے مارا اُسے جان کر
شتابی سے جلاد کو پھر بلا	اُسیوقت قاتل کو ٹکڑے کیا
کہا ہے کہ سبطِ پیمبر کا سر	دھرا تھا وہان طشتِ زرین مین گر
چھڑی ہاتھ مین تھی جو گمراہ کے	وہ دانتون پہ ماری شہنشاہ کے
کہا زید ارقم نے اُس سے یہ تب	کہ کیا کام کرتا ہے او بے ادب

یہ وہ دانت ہیں جن پہ تھا بارہا — خدا کے پیمبر نے بوسہ دیا

شمر یہ بولا اے لعین تجھسے ہوں ناچار
نوکر ہوں سرکار کا نہیں تو ڈالوں مار

کہا شمر نے اُس سے اے بے حیا — خدا تجکو اس ظلم کی دے جزا
تو اس سر کی للہ تعظیم کر — کہ یہ ہے پیمبر کا لختِ جگر
یہ سُنکر وہ مردود برہم ہُوا — اُسے اُسنے جلدی سے باہر کیا
مجبو پھر اک شخص تاجر جو تھا — ولیکن وہ بیہودہ یوں بول اُٹھا
کہ یہ سر ہے کس شخص کا اے امیر — جو کرتا ہے اُسکو تو اتنا حقیر
وہ مردود بولا کہ یہ مدعی — برائے امامت ہوا تھا بغی
مری فوج والے اسے قتل کر — لے آئے ہیں کنبے سمیت اُسکا سر
وہ بولا یہ کیا کوئی اشراف تھا — امامت کا جو اسنے دعوی کیا
کہا پھر یہودی نے مجھکو بتا — کہ کیا نام تھا اسکے ماں باپ کا
وہ بولا کہ حیدر تھا اسکا پدر — تھی ماں فاطمہ بنت خیر البشر
کیا تب یہودی نے اُس سے سوال — کہ ہے یہ تمھاری پیمبر کی آل

پھر یزید بولا کہ ہاں تھا فرزند رسول
لیکن میرے حکم سے اُسنے کیا عدول

یہودی نے سُنکر کہا پھر اُسے — مجھے خبر ہے دین داؤد سے
جہاں تک مرے جد کہیں امتی — مرے کفش چھوتے ہیں آکر سبھی
ہے یہ دوسری پشت احمد نبی — کہ اِس شخص کی تمنے یہ گت ہی کی

مجھے فکر یہ ہے کہ روز حساب ‏— پیمبر کو کیا اسکا دوگے جواب
بتول اُسکی ماں اور بابا علی ‏— قیامت مین دونون ہون جب مدعی
تو اُسدم تمھین کون دیگا پناہ ‏— جو فریاد رس ہے وہ ہے دادخواہ
یہ سنتے ہی ظالم ہوا پُر غضب ‏— کہا اُس یہودی سے چپکارہ اب
کہ تو ایلچی ہے یہ کرنا یقین ‏— وگرنا تجھے قتل کرتا نہین
کرون کیا کہ بیزار ہونگے نبیؐ ‏— ترے قتل مین مخمصہ ہے یہی
یہودی نے ہنسکر کہا واہ واہ ‏— جو کافر کی خاطر بنے دادخواہ
نہو اپنی اولاد کا اُسکو غم ‏— کہ جس پر کیا تو نے اتنا ستم
یہ کہکر یہودی نے کلمہ پڑھا ‏— نبیؐ کی نبوت کا قایل ہوا

ہنستا تھا اُس بات سے بیش یزید پلید
تمنے جان اجان سب پل مین کیے شہید

کہون اب کہان تک کوڑھتی ہو بات ‏— بہت کچھہ ہے اُسوقت کی واردات
غرض اُس لعین کا ہوا حکم جب ‏— کہ بندون کو لاؤ مرے پاس اب
مین اُن سب سے دو چار باتین کرون ‏— جو بیعت کرین تو ابھی چھوڑ دون
بلایا جب اُسنے گئے عابدینؑ ‏— لکھا ہے کہ پھوپی بھی ہمراہ تھین
پھوپی بھائی کا [illegible] وہان دیکھکر ‏— لگی پیٹنے بھائی کو یاد کر
کہا پھر ستمگر سے اے زرد رو ‏— یہ کیسا ستم ہمپہ کرتا ہے تو
کہ پردے کے اندر رہون تیری حرم ‏— پھرین خلق کے روبرو ہاے ہم
اِسے بہر تعظیم و عزت و حیا ‏— جو کچھہ جی مین آیا سو اُسدم کہا

وہ بولا یہ ہے کون دے مجھکو پتا
کسی نے کہا بنت خیر النسا
لیا پھیر منھہ اُس نے خاموش ہو
وہ عابد سے کرنے لگا گفتگو
کہ ہے کسکا بیٹا تیرا نام کیا
کہا مجھکو کہتے ہین زین العبا
حسینؑ ابن حیدرؑ ہے میرا پدر
دھرا ہے تیرے روبرو جسکا سر

پھر بولا یہ بات سن ظالم بے ایمان
عابدؑ تیرے باپ نے ناحق کھوئی جان

خلافت کا دعوی نہ کرتا وہ یون
تو ہوتا مع اقربا قتل کیون
یہ سُنتے ہی عابدؑ نے اُس سے کہا
کہ اے حق فراموش کہتا ہے کیا
ذرا منصفی کر کہ قرآن مین
ہے تطہیر کس شخص کی شان مین
محمدؐ کا حق دار تو ہے کہ ہم
خلافت کا کیا مارتا ہے تو دم
ارے کوتہ اندیش باطل پرست
نہ ہو خواب غفلت مین بیہوش مست
ہے کی جس نے اس خاندان پر جفا
وہ محشر مین دیکھیگا اُسکا مزا
یہ سُنتے ہی ظالم غضبناک ہو
لگا کہنے ہان اسکا سر کاٹ لو
تو اُسوقت پھوپیان ہو مین بیقرار
بھتیجے پر اپنے گرین آہ مار
ستمگر سے بولین کہ اے مدعی
ہمارا اسکو سب مین بچا ہے یہی
نہین اب ہمارا کوئی اس سوا
ذرا رحم کر تو برائے خدا
لگا کانپنے خوف سے تب یزید
ہوا دم بخود کچھ نہ بولا پلید
پھر اُسکو بٹھا اپنے بیٹے کے پاس
کہا عابدؑ اب نہو تو اُداس

ہونا تھا سو ہو چکا بیٹھے رہو دن رات

اب مانگے سو دون تجھے کچھ کہہ منکی بات

کہا عابدین نے جب اس سے سوال | یہ سے دل مین ہے اسطرح کا خیال
کہ اکبار منبر کے اوپر چڑھون | تمھاری جماعت مین خطبہ پڑھون
مرے باپ کا ہو جو قاتل کوئی | سوائے میرے اُسکو گردو ابھی
شہیدون کے سر مجکو دو اب منگا | کہ گڑوا کے دون اونکو تن سے ملا
ہمیں سبکو زندان سے کردو رہا | عبادت کرین جد کے روضے پہ جا
یہ سنکر وہ عابد سے کہنے لگا | ہے منظور جو کچھ کہ تمنے کہا
کہا اُسنے پھر مکر سے کر کے بین | بتاؤ کیا کس نے قتل حسینؑ
کوئی بول اُٹھا ہے یہ خولی کا کام | کسی نے لیا ایک کوفی کا نام
بُلا کر کہا شمر کو روبرو | کہ سبط پیمبرؐ کا قاتل ہے تو
لیے شمر نے ہاتھ کانو پہ دھر | کہا الغیاث الامان الحذر
کہ جس نے کیا ہووے قتل امام | خدا اُسپہ لعنت کرے صبح و شام
لگا کہنے پھر ہو کے برہم یزید | کہ لعنت ہو تم قاتلون پر مزید
کہا شمر نے قاتل اُسکا ہے نام | کہ کہنے سے جس کے ہوا ہے یہ کام

ادھر کشتہ کون ہے کس نے ڈالا مار
سب نے اُسکو قتل کرتے ہوا انکار

یہ سنکر ہوا منفعل پس یزید | کہا شمر سے دور ہو اے پلید
غرض جمعے کا وقت جب آ ہوا | خطیب آ کے منبر کے اوپر چڑھا
نمازی ہوئے جمع مسجد مین جا | صفت آل سفیان کی کرنے لگا

اکابر وہاں شام کے جو جو تھے
مجوز ہوئے ملکے سجاد کے

کہ یہ طفل منبر کے اوپر چڑھے
فصاحت سنیں ہم یہ خطبہ پڑھے

یزید اُسکا ہر چند مانع ہوا
بنا! اُسی کو مقرر کیا

ولیکن نہ منبر پہ چڑھنے دیا
تھا منبر کا وارث زمین پر کھڑا

ہوا مستعد خطبہ پڑھنے کو جب
لگا خوب پڑھنے فصاحت سے تب

پس حمد خلاق و نعت نبیؐ
ادا کی جو خطبہ کی تہذیب تھی

فصاحت سے اُسکی ہوئے محو سب
جگر جل گیا حاکم شام تب

موذن کو ظالم نے ایما کیا
وہین اُس نے کی پھر اقامت ادا

لیا اُس نے جد محمدؐ کا نام
ٹپک سر سے دستار بولے امام

یارو ان تک اس بات کی کریو ملکر غور
بیٹی ہوتا ہون شبیر کا یا کوئی ہون اور

ارے جس محمدؐ کا لیتے ہو نام
شفاعت کا بھی اُس سے رکھتے ہو کام

اُسی کے گھرانے کی یہ گت کری
عجب ہے تمہاری یہ دین پروری

اُٹھا کانپ یکبارگی پھر یزید
لگا خوف بلوے کا کرنے پلید

یہ سنتے ہی سب ہوگئے بے قرار
لکھا ہے کہ روتے تھے زار و نزار

موذن سے پھر سخت ہوکر کہا
کہ جلدی اقامت کو کرتو ادا

غرض کیا کہوں پڑھ چکے جب نماز
وہ مجلس مین آیا لعین حیلہ ساز

لگا کرنے افسوس مکار تب
کہ دیکھو تو یارو ہوا کیا غضب

کہون ہائے اپنے رفیقوں کو کیا
کہ ناحق کیا قتل شبیر کا

جولاتا اُسے زندہ یان تک کوئی　　تو مین اُسکی لاتا بجا بندگی
عمر نحس مردود ابن زیاد　　یہ دونون ہی مختار تھے بدنہاد
خدا اِنپہ لعنت کرے حشر تک　　کہ مجکو کیا منفعل یک بیک
محبّو یہان غور کرلو ذرا　　کہ ظالم نے کیا مکر تازہ کیا

کہون کہان تک ماجرا واقف ہین سب لوگ
اور سُنو دُکھڑا انیا پڑا سوگ مین سوگ

ہوئی اور یہ ایک نئی واردات　　کہ بی بی سکینہ نے پائی وفات
یہ لکھتا ہے راوی کہ وہ لاڈلی　　نہایت تھی بابا سے اپنے ہلی
مُوے جب سے شبیر روتی رہی　　نہ کھانا وہ کھاتی نہ سوتی کبھی
جو تھی ناز پروردہ حد سے زیاد　　تو ہر وقت تھی اُسکو بابا کی یاد
گئے غم سے اُسکی تھے چار سال　　اُسے زندگی ہو گئی تھی وبال
اُسی حال مین اتفاقاً کہین　　وہ رو رو کے سوئی تھی دُکھیا حزین
پڑا خواب مین اُسکو بابا نظر　　اُٹھی آنکھ ملتی ہوئی جلد تر
نہ دیکھا جو بابا کو رونے لگی　　وہ رو رو کے جی اپنا کھونے لگی
جو بانو نے پوچھا تو روتی ہے کیون　　تو وہ رو کے کہنے لگی اُس سے یون
مرے پاس آیا تھا بابا ابھی　　مجھے گود مین لیکے شفقت بھی کی
بتاؤ وہ اُٹھ کر گیا ہے کدھر　　کہ آتا نہین ہائے مجکو نظر
مرے باپ کو تم بلاؤ یہان　　نہین تو مجھے لے چلو ہو جہان
بہت کچھ کیے اُسکی مان نے جتن　　نہ بہلا کسیطرح پر اُسکا من

بانو جب ناچار ہوئی روئی آہیں مار
سب کنبا رونے لگا شور پڑا ایکبار

یزید اس گھڑی نیند سے چونک اٹھا   کہا دیکھو یہ شور کیسا ہوا
کہا جا کے ظالم سے لوگوں نے تب   سکینہ نے کچھ خواب دیکھا ہے اب
بلکتی ہے وہ لے کے بابا کا نام   اسے دیکھ روتا ہے کنبا تمام
لعین نے کہا اسکے بابا کا سر   اسے دیکھ لینے دو اب بےخطر
لے آئے جو ظالم سر اوسکا اٹھا   دیا لا کے عابد کو اور یوں کہا
دکھا دو سکینہ کو بابا کا سر   کہ شاید وہ بھولے اسے دیکھکر
گئے لے کے سر اسکے آگے دھرا   تو وہ بولی بھائی یہ لائے ہو کیا
کہا اسکے بھائی نے یہ بوجھ کر   کہ ہو جائے گی تجھکو خود ہی خبر
سکینہ نے دیکھا جو وہ سر اٹھا   بہت دیر میں اسکو ظاہر ہوا
کہ بابا پیارے کا سر ہے کٹا   کیا جسم سے دشمنوں نے جدا
لگی رونے وہ لاڈلی ہائے تب   وہ چہرا پہ منھ اور ملا لب پہ لب
کہا ہائے بابا یہ کیا ہو گیا   نہ میں مر گئی لے کے تیری بلا

پھر بچی نے سسکی بھرا پھر اداس
پہونچی دن جو بیسوین بابا جی کے پاس

مجلس چہاردہم در بیان رہائی یافتن حضرت عابد از قید و کوچ نمودن از شام بہ کربلا مع سرہائے شہیدان و دفن کردن و چہلم نمودن و بعد ازان بمدینہ طیبہ آمدن

سنو اب یہ احوال اے مومنین   کہ جب شام سے حضرت عابدینؑ

وطن کو چلے قید سے چھوٹ کر | حرم ساتھ تھے اور شہیدوں کے سر
روایت ہے اُسکی سُنو کان دھر | تواریخ مین یون لکھی ہے خبر
کہ جسوقت نکلی سکینہ کی جان | لگین پیٹنے بیبیان کر بیان
ہوا شور ماتم کا از بس بڑا | یزید اُسکو سُنکر بہت کچھ ڈرا
کہا چوبدارون سے دیکھو بہم | کہ اب کیا ہوا قیدیون پر ستم
گئے پوچھ کر لوگ احوال سب | مفصل کہا جا کے ظالم سے تب
کہا بانو کی بیٹی سکینہ جو تھی | وہ بابا کا سر دیکھکر مر گئی
سو ماتم مین اُسکے ہین سب بیبیان | یہ دُکھ اور اُن پر ہوا ہے بیان
یہ سُنتے ہی مکار نے ظاہرا | بہت تعزیت سے دلاسا دیا
پھر اپنے مشیرون کو مجموع کر | یہ کی مشورت بیٹھ باہم دگر
کہ اب ان اسیرون کو ہم چھوڑ دین | کسی شخص کو ساتھ انکے کرین

شہر مدینے مین انھین دیوے جو پہونچائے
بہمری کی گو ان پر انکو وے بتلائے

غرض دیکے ان سب کو کچھ زادِ راہ | مقرر کی ہمراہ تھوڑی سپاہ
بتاکید نعمان سے یہ کہا | کہ یہ راہ مین دُکھ نہ پائین ذرا
بڑی شان و عزت سے لیجائیو | مدینے تلک انکو پہونچائیو
جو کچھ یہ کہین اُسکو لانا بجا | کہ بیکس یہ ہین اور بیدست و پا
خبردار انکو نہ کرنا ملول | جو چاہو کہ خوش ہون خدا اور رسول
مجھے سخت حیرت ہے ای دوستو | کہ مکار تھا سنگدل زشت خو
یہ عقدہ میرا اب کوئی حل کرے | کہ جو شخص اتنا خدا سے ڈرے
اور اس بات کا جسکو ہووے خیال | کرا ختم سکے دل پہ آوے ملال
وہ آل نبی پر کرے یہ | نہ ہو دل مین کچھ اُسکے خوفِ خدا

یہان غور فرمائین سب مومنین
کہے ایسے کو کوئی کیسا دیندار
کہ ایسے کو کیونکر کہین اہل دین
کسی بات کا اُسکی کیا اعتبار

اہلبیت پہ بے گنہ کیا جنھون نے جور
رسوا ہوا جہان مین لعنت خدا کی اور

کہون کیا مین اس قوم کی شامتین
کہو مومنو اونسے دن رات وہ
جو مانے بنانے کو بُکیا ہوا
ورے دل کہان کہان جا پڑا
اسی بات کو کہہ جو کہتا تھا تب
نکر طول قصہ کو تو زینہار
غریبون کی دُکھ کی کہانی ہو یون
کہ ظالم نے جب انکو رخصت کیا
وطن سے چلے شام سے کوچ کر
نہ کھانے کو کھاتے نہ سوتے تھے وہ
نہ تھا چین منزل بمنزل اُنھین
ذرا دیکھیے اُنکا احوال زار

خدا کہہ چکا آپ قرآن مین
کہ ثابت ہو قرآن سے بات جو
کہو ہے جو قرآن مین لکھا ہوا
حقیقت مین مدہوش ہے تو ذرا
کہ ہوتی ہے دیر انکے چلنے مین اب
غریبون کو چلنے کا ہے انتظار
سنو حالت جانفشانی ہو یون
سفر کا کچھ اسباب بھی دیدیا
جگر سوختہ خستہ دل چشم تر
شہیدون کو دن رات روتی تھی وہ
بہت سخت یہ جلنا تھا مشکل اُنھین
دلون کو نہ تھا اُنکے بالکل قرار

رویا ہے مین بلک کر نعمان ابن بشیر
کون بندھاوے آن کر ان دکھون کی ڈھیر

یہ کہتا تھا رو و نہ بہر خدا
ہمارا جگر سنکے ہوتا ہے آب
نہ تھا صبر رونے سے اکدم انھین
غرض کیا کہون جس طرح ہو سکا

انھیں دیکھ روتے ہیں ارض و سما
نہین ہے ذرا ہمکو سننے کی تاب
عجب طرح کا رہتا تھا غم اُنھین
غریبون نے قطع منازل کیا

کئی روز کے بعد پہونچے وہان — شہیدون کے لاشے پڑے تھے جہان
ہوئے تھے لڑائی کو چالیس دن — تھے ماہ صفر سے گئے بیس دن
جو وارد ہوئے کربلا مین غریب — اُنھین لاشے پھر قتل گہ نصیب
غریبون کے تن دیکھے بے سر پڑے — ہوئے ملکے سب تعزیت کو کھڑے
کیا پھر نئے سر سے ماتم وہان — یہان تک کہ دہلے زمین آسمان
بیان کر کے روتے تھے پھر گھر کے تمام — مفصل شہیدون کے لیکے نام
کسیکو نہ تھا ہوش بیدم تھے سب — کیا عرض رو رو کے نعمان نے تب
کہ اس غم سے اب تو گذارہ نہین — بجز صبر کچھ اور چارہ نہین

لیکن اب یون چاہیے دل کو ٹک سمجھائیے
اپنے قابو مین کرو تو نہین تو یہ دکھ آ گئے

غرض پھر غریبون نے تدبیر کر — شہیدون کے تن کربلا کو سپر
وہان دفن ہر ایک کو کر دیا — اُسی روز پھر اُن کا چہلم کیا
ازان بعد سب حلقہ پھر باندھکر — رہے وانیہ زاری کنان تا سحر
ہوئی جب صبح سورج کی نکلی شعاع — کیا کوچ قبرون سے کر الوداع
چلے کربلا سے مدینے کو وہ — بہت پیٹتے سر و سینے کو وہ
لکھا ہے کہ وہ سب بحال تباہ — کئی روز کے بعد کر قطع راہ
ہوئے جب مدینے سے نزدیک تر — کھڑے ہوگئے ایک جگہ آہ کر
لگی کہنے زینب یہ کلثوم سے — کہ نعمان کو رخصت کیا چاہیے
ہے انعام دینا اسے واقعی — کہ خدمت بہت کچھ ہماری ہے کی
مگر یہ جو زیور بچا لوٹ سے — کرو معذرت اور دیدو اسے
غرض جملہ زیور اکٹھا کیا — دیا پھر وہ نعمان کو اور کہا

اے نعمان تجھکو قسم یہ ہوا حلال

ہرگز کچھ مت اور کریو دل مین خیال

اوا کر دیا تونے خدمت کا حق
جزا اسکی دیوے تجھے تیرا حق

نہین ہم سے ہو سکتا اُسکا بدل
کہ مجبور ہین ہم کرین کیا بدل

مگر عاقبت مین تری خوبیان
پیمبر کے آگے کرینگے بیان

کہا جوڑ کر ہاتھ نعمان نے تب
جھکا کر سر اپنا ز راہ ادب

کہ مین ہون اسی خاندان کا غلام
نہین آہ کچھ بھی ہوا مجھسے کام

کم و بیش خدمت جو لایا بجا
نہ تھا اسکا باعث کسی کا کہا

یزید اُسکا تھا حکم ظاہر مگر
و لے مجکو تھی مصطفےٰ پر نظر

یہ زیور تمھین اب مبارک رہے
طمع تم سے محشر مین ہے بس مجھے

میری تم شفاعت وہان کیجیو
نبی کے غضب سے بچا لیجیو

غرض اُسنے زیور کو واپس کیا
مرخص ہوا اُنکی لے کر دعا

جدا کر چلے اُن سوارونکو جب
مدینے مین آکر ہوئے جمع سب

پیمبر کے روضے پہ جسدم گئے
بہت روئے بیٹھے یہ کہنے لگے

کہ فریاد ہے اے شفیع الامم
کیا ہائے اُمت نے ہم پر ستم

سارے وارث مرگئے لیا ہے ہمکو لوٹ
قید کیا تھا شام مین آرہین اب چھوٹ

سنو یا نبیؐ وہ تمھارا حسینؑ
پیارون سے بہتر پیارا حسینؑ

کوئی پیار سے اُسپہ کرتا نظر
تو تم اُسپہ کرتے کرم بیشتر

کہ تم ایک دن اک طرف تھے گئے
بہت یار و اصحابؓ ہمراہ تھے

کسی قوم کے آٹھ دس چھوکرے
کہین راہ مین کھیلتے تھے کھڑے

کھڑے ہوگئے تم اُنھین دیکھکر
لیا گود مین ایک کو بڑھکر

لگایا گلے اُسکو شفقت کے ساتھ
بہت لطف سے پھیرا اُسپہ ہاتھ

چلے کر کے پھر اُسکے حق مین دعا
شفیقون کو اِسکا تعجب ہوا
لگے پوچھنے تم سے اصحابؓ سب
کہ حضرت کہو اِسکا کیا تھا سبب
سنو اُسکے خوبی ذرا دھیان کر
کہ مین نے کیا پیار جس بات پر
جواب اِسکا تمنے دیا تب اُنھین
کہ یہ طفل نادر ہے اسوقت مین
ایک روز شبیرؑ اور یہ لڑکا ہمراہ
تھے لڑکون مین کھیلتے مین نے کیا نگاہ

کہ یہ طفل شبیرؑ کی خاک پا
لگاتا تھا آنکھون سے اپنی کھڑا
مجھے بات اُسدن کی آئی جو یاد
ہوا دل مرا دیکھکر اُسکو شاد
کیا مین نے اسواسطے اُسکو پیار
کہ میرے حسیناؑ کا ہے دوستدار
سو ہے ہے حسیناؑ مرا لاڈلا
دیا خاک مین ظالمون نے ملا
گیا یا محمدؐ ترا
کیا ذبح پیاسا مع اقربا
یہ کہکر لگے روتے تھے سب آہ مار
قیامت مدینہ مین تھی آشکار
لکھا ہے کہ یہ پانچوان بار تھا
مدینے مین محشر نمودار تھا
اُحد کی لڑائی کے دن اولاؔ
دوم جب نبیؐ خلق سے اُٹھ گیا
سوم تیغ جب مرتضےؑ پر چلی
چہارم حسنؑ ابن حضرت علیؑ
چلے وہ مدینے سے کوفے کو جب
ہوئی واقع پنجم وہی شکل اب
مفصل کرون کسطرح مین بیان
جگر خون ہوتا ہے ابتو یہان
کہ جب اُم سلمہؓ نے حجرے سے لا
دیا شیشۂ خاک سبکو دکھا
خون ہوا سب خاک کا شیشے مین ناگاہ
بیدم ہوکے گر پڑا جس نے کیا نگاہ

غرض ام سلمہؓ نے تسکین کر
اُٹھا لے گئی سبکو روضے سے گھر
وہ خورد و کلان اور سب بیبیان
جو آئین تھین سب تعزیت کو وہان

گئین اپنے گھر کو مرخص ہو سب — مجھکو تمھین یون مناسب ہے اب
کہ رو ؤ رولاؤ قیامت تلک — رضائے محمد ہے بے شبہ و شک
پڑھو مرثیہ اور کرو غم بڑا — محمد سے پاؤگے اسکی جزا
سنو ایک روایت مین ہے یون لکھا — دعبل اپنے کوٹھے کے اوپر گیا
ہوئی نزع مین اسکی حالت تباہ — زبان ہو گئی تنگ اور منھ سیاہ
جو پھر اسکے بیٹے نے دیکھا یہ حال — نہایت ہوا اسکے دل پر ملال
چھپا کر دیا اسکو غسل و کفن — کسی سے نہ ظاہر کیا یہ سخن
کسیکو نہ ہرگز بتایا یہ حال — کہ حاصل ہے اس بات سے انفعال
غرض کیا کہون کہ سخت مغموم تھا — کہ کچھ حال اسکا نہ معلوم تھا
اسی فکر مین سو گیا وہ پسر — تو پھر خواب مین باپ آیا نظر

مکھڑا اسکا چاند سا اور پوشاک سفید
بولا اے بابا بتا مجھکو اسکا بھید

یہ سنکر وہ بولا کہ اے جان من — دیا تم نے جس وقت مجھکو کفن
پس دفن آ گئے نبی جلیل — یہ فرمایا مجھسے کہ تو تھا علیل
حسینا کے غم مین جو تو نے کہا — مرے روبرو اسکو پڑھ تو ذرا
پڑھا مین نے جب آپ رونے لگے — رخ پاک اشکون سے دھونے لگے
کہا اے دعبل آفرین صد ہزار — ہوا مجھسے خوشنود پروردگار
مجھے اپنی پوشاک انعام دی — مین پہنے جو ہون اے پسر وہی
شفاعت سے انکی ہوا منھ یہ نور — ہوئی سب فنا ہی گناہونکی دور
ہوا اس بیان مین یہ قصہ تمام — سنو اب مرا مدعائے کلام
سنو بات میری برائے خدا — یہ شبیر سے مانگتا ہون دعا
کہ اے مصطفیٰ کے پیارے حسین — ترے غم سے ایکدم نہین مجھکو چین
رلاتا ہون روتا ہون آٹھون پہر — مرے حال پر کیجیو تو نظر

اب مین تمھارے ہجر مین روتا ہون دن رات
دو نون جگ کی داد سے دیجیو اسے نجات

تمت

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ کتاب مشہور باتمام دہ مجلس نام جو ابتدائی زبان اُردو کے محاورات مین کسی بزرگ نے جو فی الحال متروک الفصحا ہین ۔ نظم کی تھی اور بوجہ مسخ مسودہ اصل و نیز سہو کاتب کل نظم اُسکی ایسی مخدوش و مجروح ہوگئی تھی کہ قواعد منضبطۂ وقت سے قطعی علٰحدہ بلکہ اکثر اشعار محض بیکار تھے کہ موزونیت تقطیع قوافی ردیف سے سرتاپا ساقط الاعتبار تھے چونکہ ایسی نظم کا ایسے مطبع نامی گرامی شہیرۂ امصار و دیار منتخب روزگار مین طبع ہونا سراسر خلاف آداب تہذیب اور نامطبوع و غیر مقبول تھا اور خدام مطبع یعنی علماء ذوی الاحترام کی بدنامی اور عدم واقفیت غیر قابلیت عجز طبیعت پر محمول لہٰذا اب کی بار ناظم ذی وقار ناثر شیرین گفتار افضل الاماثل والاقران مولانا محمد حامد علیخان صاحب حامد شاہ آبادی سلمہ اللہ الہادی محافظ عملۂ تصحیح و دیرینہ خدمتی مطبع ہذا نے بکمال حزم و احتیاط بنظر امعان کتاب مذکور کی کل نظم کو من اولہ الی آخرہ بہت اچھی طرح درست کیا ہر محاورہ کو زبان حال کے موافق شستہ اور ہر ایک بندش کو خوب چست کیا ایک التزام اور بھی کیا ہے کہ جہان کہین جس شعر مین کوئی مقام مجمل آگیا ہے اور اصل مصنف نے اُسکو کنایۃً لکھا ہے موصوف نے اُسکو حاشیہ پر صراحۃً مفصل طور سے تحریر فرمایا ہے اس صفحہ مین جسقدر تعریف لکھیے مختصر ہے ہان خوبی اُسکی دیکھنے پر البتہ موقوف و منحصر ہے المختصر یہ عجوزہ کہنہ عروس نو زیبا بنکر مطبع منشی نولکشور صاحب واقع شہر کانپور مین بسر پرستی امیر باذل سخی دریادل ستودہ خصال فرخندہ خو معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ ماہ اپریل ۱۹۱۲ء مین ساتوین مرتبہ بصد حسن و خوبی حلیۂ طبع سے آراستہ اور زیور انطباع سے پیراستہ ہوئی ہے

تاریخ طبع از ذی المجد والمحامد مولانا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی محافظ عملۂ تصحیح

جو سچ پوچھو تو اِن دس مجلسوں مین
عبث کرتے ہو حامد فکر تاریخ

مصنف نے لکھا ذکرِ شہیدان
لکھو۔ اب چھپ گیا ذکر شہیدان
۱۳ ھ ۳۰

یہ کتاب بھگوان [illegible] کے اپنے اہتمام سے نولکشور پریس کانپور مین چھاپی اور شائع کی

رسالہ جبر و تفویض تصنیف اعلم العلما افقہ الفقہا عالم ربانی مولانا آخوند محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ سے ہے قابل ارباب علم و ہنر ہے اسدرجہ انتخاب پر کس قدر اس میں فوائد ہیں ؛

طرد المعاندین تصنیف جناب مولوی سید حسین صاحب المعروف بہ جناب میرن صاحب مغفور یہ کتاب مذہب امامیہ کی نہایت عمدہ ہے

حلیۃ العرائس یہ کتاب بزبان اردو فقہ میں عجب باسے ہے اسمین عورات کے مسائل فقیہ جو روزمرہ کے کارآمد ہیں صاف صاف شرح لکھے ہیں اگرچہ رسالہ مختصر ہے مگر فوائد عظیم تر ہے تیسمین جامع [illegible] مذکرہ الصلوۃ وغیرہ کتابین اکثر عورات کو پڑھاتے تھے جس میں [illegible] سے زیادہ ہیں اور عبارت عام فہم نہایت سلیس ہے اور مسائل بہت عمدہ عمدہ ہیں اسانید صحیحہ اسمین موجود ہیں اسکا پڑھنا عورات کی پاکیزگی [illegible] نیز ہم منفعت اسکے مولوی مرزا [illegible] صاحب

لعد محمد مہندی یہ کتاب روزمرہ کی بول چال سابق روش کی نظم ہے اکثر اطفال [illegible] مسائل [illegible] کے درس میں رہتی ہے انسان کا مرنا اور قبر میں منکر نکیر کا سوال و جواب کرنا قیامت کا آنا بہت عمدہ طور سے نظم ہے چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں اکثر یاد کرتے ہیں جس سے مسائل سے واقفیت ہو جاتی ہے اور اسکے عقائد ہو کے اصول مذہب کے اسمین صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور عقلمند بھی ہو جاتے ہیں اسی سبب سے ہر مقام پر مروج ہے اور ہر شخص تربیت اطفال کیواسطے خریدتا ہے

خلاصۃ المصائب یہ کتاب جو اہلبیت علیہم السلام میں مشہور و معروف ہے تالیفات سے محدث مقبول ذاکر آل عبا جناب مولوی میرزا محمد ہادی صاحب [illegible] مرحوم کی ہے دو مرتبہ پہلے بھی اس مطبع میں طبع ہوئی تھی اور کئی مطابع میں بھی چھپ چکی ہے اسمرتبہ نہایت احتیاط سے بکمال صحت طبع ہوئی ہے مصائب سید الشہدا امام حسین علیہ التحیۃ والثناء کو جناب مولف مرحوم نے اس عمدگی سے اور ربط معقول سے ترتیب کیا ہے اور ایسا نادر طرز تحریر فرمایا ہے اور ایسے ایسے مضامین جگر خراش مصائب امام ہمام و اہلبیت علیہم السلام کے لکھے ہیں کہ جنکے سننے سے سامعین کو غش آتا ہے ایک دریا آنسو [illegible] جاری ہو جاتا ہے الغرض یہ کتاب قابل انتساب اس مرتبہ کاغذ عمدہ پر صاف خوشخط چھاپی گئی ہے اعلیٰ درجہ کے خوشنویس سے لکھوائی گئی اور قیمت بھی بغرض فائدہ عام نہایت ارزاں ہے

کتب خانہ خاص

فہرست کتب

مجموعہ مرثیہ ہای میر انیس یہ مجموعہ تازہ
کنندہ غم والم اور [illegible] ذخیرہ [illegible]
جامع مصائب ابی عبد اللہ حسین ہے تمام [illegible]
حالات شہداے کربلا مشتمل درج کربلا کی [illegible] سوز
گداز ہے مین اور سلام و رباعیات جسکے سننے سے
مجالس کو [illegible] ایک دریا [illegible]
آنکھ سے بہ جاتا ہے مصنف اسکے نامی گرامی مشہور
از انام ممدوح خاص و عام بلاغت انکی ہمدم فصاحت
جلیس میر ببر علی صاحب مرحوم متخلص بہ انیس انکے
کلام بلاغت نظام مین وہ تاثیر ہے [illegible]
کے گوش مین [illegible]
[illegible] ہے
آجتک فن مرثیہ گوئی مین ایسا نازک خیال شیرین مقال
عدیم المثال [illegible] مجموعہ کی [illegible] جلدین
جلد اول مین [illegible] مرثیہ مین جلد [illegible] مرثیہ مین جلد ثالث
مین [illegible] مرثیہ مین جلد رابع مین [illegible]
مجموعہ مرثیہ میر مونس یہ مجموعہ [illegible] گوہر بے بہا
رونق محفل عزا [illegible]
جامع مصائب ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام در مضمون
جگر خراش جس [illegible] اللسان [illegible] سوختگان [illegible]
کشتگان خنجر الم ذکر حالات اصحاب اولاد امام ہمام

ہے سلطان الذاکرین ملاذ الشاعرین میر نواب [illegible]
مرحوم المتخلص بہ مونس برادر میر انیس کا یہ کلام [illegible]
ہے جنکا شہرہ نازک خیالی و سوز گدازی و مضمون نگاری
مین از ہند تا روم و شام ہے ۔
مجموعہ مرثیہ مرزا دبیر یہ مجموعہ بے نظیر دل پذیر
مرغوب دلہاے ہر صغیر و کبیر رونق مجلس و سید نوحہ
و بکا جامع مصائب شہداے کربلا حضرت امام حسین
تصنیف سلطان ذاکرین قدوۃ الشاعرین [illegible]
[illegible] مرزا سلامت علی متخلص بہ دبیر [illegible]
[illegible] جلد اول مین [illegible] مرثیہ اور جلد دوم مین ۲۳ مرثیہ مین
مجموعہ مرثیہ میر عشق کہ نام تاریخی اسکا گلزار غم ہے
یہ مجموعہ نایاب رونق مجلس عزا و سید نوحہ و بکا [illegible]
احوال شہیدان کربلا [illegible] الفصیح [illegible]
[illegible] ملک الشعرا جناب سید حسین مرزا صاحب
متخلص بہ عشق دام ظلہ العالی اس مجموعہ کی دو جلدین [illegible]
جلد اول مین بہت سے رباعیات اور سلام [illegible]
اور نوحہ مین بعد اسکے حال جناب رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے تا حال جناب عباس علیہ السلام [illegible]
ہے دوسری جلد مین جناب علی اکبر علیہ السلام سے
تا داخل اہل حرم [illegible] مین ہے ہر دو جلد کا [illegible]
علیحدہ علیحدہ [illegible] ۱۲ [illegible] ہے ۔